اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۔ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل قادیان

اللہ اکبر

ہفتہ میں دو بار

ایڈیٹر: غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۸۳۵

قیمت سالانہ پیشگی ۶

قیمت فی پرچہ ۱

نمبر ۳۶	مورخہ یکم نومبر ۱۹۲۹ء	یوم جمعہ	مطابق ۲۸ جمادی الاول ۱۳۴۸ھ	جلد ۱۷

مذبح قادیان کے متعلق کمشنر صاحب کا فیصلہ

ہندوؤں کی اپیل خارج

ڈپٹی کمشنر صاحب کے لائسنس کی تجدید کرنے پر مذبح کھل جائیگا

۲۸ اکتوبر صبح کے وقت بذریعہ تار لاہور سے اطلاع موصول ہوئی۔ کہ آج کمشنر صاحب حلقہ لاہور قادیان کے مذبح کے متعلق فیصلہ سنائیں گے۔ اس وجہ سے سارا دن فیصلہ کے متعلق انتظار رہا لیکن کوئی خبر موصول نہ ہوئی۔ ۲۹ اکتوبر صبح کو یہ تار جناب مفتی محمد صادق صاحب کی طرف سے مولانا مولوی شیر علی صاحب امیر مقامی جماعت کو موصول ہوا۔

"لاہور ۲۸ اکتوبر۔ مذبح کے متعلق ہندوؤں کی اپیل خارج ہو گئی ہے۔ لیکن جو حکم امتناعی جاری ہے۔ وہ اس وقت تک قائم رہے گا۔ جب تک ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور ذبیحہ گاؤ کے لائسنس کی تجدید کریں"۔

امریکہ میں تبلیغ اسلام

مختلف مقامات پر تبلیغی تقریریں اور زبانی گفتگو

۶ اصحاب داخل اسلام

رسالجات اور خط وکتابت کے ذریعہ تبلیغ

گذشتہ ایام میں کثرت سے مختلف شہروں میں تبلیغی رسالجات ارسال کئے گئے۔ اور خط وکتابت کے ذریعہ کثرت سے تبلیغ کی گئی۔ مصر اور سنٹرل امریکہ میں بھی رسالجات ارسال کئے گئے۔ ایک پادری صاحب کو جو Ohio کے رہنے والے ہیں۔ جب میرا تبلیغی ٹریکٹ ملا۔ تو انہوں نے اسلام پر حملہ کرتے ہوئے ایک خط لکھا۔ میں نے اس کے جواب میں مفصل طور پر عیسائیت پر تنقید کی جس میں عیسائیت کے بطلان اور اسلام کی صداقت ثابت کی۔ اس پر پادری صاحب خاموش ہو گئے۔

مذاہب ہند پر تقریر

ایام زیر رپورٹ میں دو تقریریں ہوئیں ایک تقریر "مذاہب ہند" کے عنوان پر تھی۔ اس تقریر کی روئداد اخبار Defender میں میری تصویر کے ساتھ شایع ہوئی ہے۔

عورتوں کے کلب میں تقریر

دوسری تقریر عورتوں کے ایک کلب میں ہوئی۔ ایک دفعہ میں نے ایک دعوت میں ایک اعلےٰ تعلیم یافتہ خاتون سے گفتگو کی تھی۔ جس میں اسلامی کلمات۔ روزمرہ کے رسم ورواج کا ذکر تھا۔ ایک دوسری عورت نے جو مذکورہ کلب سے تعلق رکھتی تھی۔ دعوت دیکر اپنے کلب میں اس موضوع پر تقریر کرائی۔ یہ ایک نئی طرز کی تقریر تھی۔ میں نے گفتگو کے طور پر ایک مسلم کے روزمرہ فرائض۔ سوشل تعلقات اور باہمی معاملات بیان کئے۔ اور ساتھ ساتھ ان کی حکمت بھی بتائی گیا۔ اخیر میں شادی کے متعلق ذکر کرتے ہوئے میں نے بتایا۔ شادی سے قبل مسلمان دولھا۔ دلھن ایک دوسرے سے میل ملاپ نہیں کرتے۔ ہاں ایک دفعہ دیکھ سکتے ہیں۔ نیز شادی میں علاوہ دولھا۔ دلھن کی رضامندی کے ان کے والدین کی رضامندی کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے۔ کہ دولھا۔ دلھن کے جذبات غالب ہونے کی وجہ سے بعض دفعہ اس اہم معاملہ میں کمال دانشمندی سے کام نہیں لیا جاتا۔ اسی وجہ سے مغربی ممالک میں کثرت طلاق وعلیحدگی خطرناک صورت اختیار کرکے زندگی کو دوزخ بنا رہی ہے۔ اس کے خلاف اسلامی رشتہ وناطہ کے معاملات میں۔ دولھا۔ دلھن کے علاوہ ان کے والدین بھی اچھی طرح سے سوچ بچار کرتے ہیں۔ اور دولھا۔ دلھن بھی راضی ہوتے ہیں۔ یعنی سب رشتہ کے متعلق متفق ہوتے ہیں۔ اس وجہ سے باوجود طلاق کی اجازت ہونے کے اسلامی ممالک میں سوائے شاذ ونادر طلاق وقوع میں نہیں آتا۔ اور اس خاص شعبۂ زندگی میں مسلمان نہایت آرام سے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ یہ تقریر خاص طور پر پسند کی گئی۔ President نے ریمارک کرتے ہوئے بتایا۔ کہ ہم ایسی تقریر سارا دن اور رات طبیعت کر سن سکتے ہیں۔

امریکہ میں کیس رکھنے والے

ایام زیر رپورٹ میں دو سفر کئے۔ ایک سفر Benton Harbour نامی شہر واقع ریاست Michigan کا تھا۔ وہاں ایک فرقہ House of David نامی ہے۔ یہ لوگ سکھوں کی طرح لمبے لمبے بال رکھتے ہیں۔ اور گوشت نہیں کھاتے۔ عام طور پر کسی سے گفتگو نہیں کرتے۔ مگر میرے اصرار پر ان میں سے ایک بڑا آدمی جو عام طور پر باہر نہیں نکلتا۔ آیا۔ اور مجھ سے گفتگو کی۔ میرے سوال پر اس نے کہا۔ ہم بنی اسرائیل کے قبائل کو اکٹھا کریں گے۔ میں نے کہا۔ وہ تو گم ہو گئے تھے۔ آپ کس طرح سے معلوم کرتے ہیں۔ کہ فلاں لوگ بنی اسرائیل کے گمشدہ قبائل میں سے ہیں۔ کہنے لگا۔ ہم ایمان رکھتے ہیں۔ جب میں نے پھر دریافت کیا۔ تو کہا۔ بس ہم ایمان رکھتے ہیں۔ گوشت نہ کھانے کی وجہ دریافت کی۔ تو کہا۔ کہ ہم کسی جان کو مارنا نہیں چاہتے۔ میں نے کہا۔ اناج میں بھی تو جان ہے۔ اور اس میں Germs ہیں۔ جن میں جان ہوتی ہے۔ نیز انڈا آپ کھاتے ہیں۔ یہ بھی جان ہے۔ کہنے لگا۔ گائے بکریوں کی طرح یہ بڑے تو نہیں۔ میں نے کہا۔ گویا آپ چھوٹی جان کو مار سکتے ہیں۔ اس پر اس نے کہا۔ آپ ہمارا رسالہ پڑھ لیں۔ ہم زیادہ گفتگو نہیں کرتے۔

جب میں گفتگو کر رہا تھا۔ تو مجمع بہت بڑا ہو گیا۔ گفتگو سے فارغ ہونے کے بعد مجھے تبلیغی ٹریکٹ اور کارڈ تقسیم کرنے کا اچھا موقعہ مل گیا۔ اور زبانی تبلیغ بھی کی گئی۔

ایک نئی جماعت

دوسرا سفر Indian Ohio میں ہوا۔ وہاں ہماری ایک جماعت تھی۔ مگر مدت سے مبلغین نہ پہنچنے کی وجہ سے انتظام قائم نہ رہا۔ میں وہاں ایک ہفتہ رہا اور ۱۶۔ اصحاب کی ایک جماعت قائم ہو گئی۔ اکثر پرانے لوگ تھے۔ اور بعض نئے بھی داخل ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک صاحب کو ان کا ہیڈ مقرر کیا گیا۔ الحمدللہ وہاں بھی ایک جماعت قائم ہو گئی۔

قبولیت اسلام

اس عرصہ میں ۶۔ اصحاب داخل اسلام ہوئے۔

زیر تبلیغ اصحاب

بعض لوگوں کو زبانی گفتگو اور پرائیویٹ ملاقات سے بھی تبلیغ کرنے کا موقعہ ملا۔ جن میں سے تین اصحاب قابل ذکر ہیں۔

ایک عیسائی گذشتہ ماہ اگست اور ستمبر میں ہفتہ میں باقاعدہ ایک دن آتا رہا۔ اور پانچ پانچ گھنٹے اس سے گفتگو ہوتی رہی۔ ایک ایک کرکے مسائل اسے سمجھائے گئے۔ اس نے ہماری کتب کا بھی مطالعہ کیا۔ دوسرے صاحب ایک وکیل ہیں۔ جو کسی زمانہ میں پادری بھی رہ چکے ہیں۔ انہیں تبلیغ کی گئی۔ یہ صاحب عیسائیت کے قائل نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اسلام کے متعلق اخلاص رکھتے ہیں۔

ایک آرمینین مسلمان عالم جو مصر کے جامع ازہر کے ڈگری یافتہ ہیں۔ کچھ عرصہ سے زیر تبلیغ ہیں۔ ایک دو رسالہ پڑھ چکے ہیں۔ اکثر مجھ سے ملنے کے لئے آیا کرتے ہیں۔ میں نے انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عربی قصیدہ یا عین فیض اللہ والعرفان الخ پڑھ کر سنایا۔ کہنے لگے۔ کیا ہندوستان میں رہ کر ایسا قصیدہ لکھا گیا۔ اور کہا۔ مجھے تمام قصائد منگوا دیں۔ الغرض اللہ تعالےٰ کے فضل سے تبلیغ کا اچھا موقعہ ملا۔

میں نے اعلےٰ طبقہ کے لوگوں میں تبلیغ کرنے کے لئے اپنا پہلا مکان چھوڑ دیا۔ اور ایک اچھی جگہ میں اپنا دفتر بنا لیا ہے اب میرا مستقل پتہ یہ ہوگا۔

The Ahmadiyya Movement in Islam.
56 W. Congress St Suite 1307. Chicago. Ill
U.S. America

بزرگان اور احباب کی خدمت میں ملتجی ہوں۔ کہ وہ اپنے خاص اوقات میں دعا فرمائیں۔ کہ

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ لاہور میں

پرائیویٹ سکرٹری صاحب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے ۲۶ر اکتوبر حسب ذیل اطلاع ارسال فرمائی:۔

کل حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز پونے نو بجے رات موٹر میں ماڈل ٹاؤن پہونچ گئے۔ بخار ۱۰۱۔ ہو گیا۔ لیکن اللہ تعالےٰ کے فضل سے آج صبح اتر گیا ہے۔ ابھی تک ڈاکٹر سے وقت کی تعیین نہیں ہوئی۔ رات نیند بھی کم آئی۔

۲۷۔ اکتوبر کی اطلاع

کل بخار سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو اللہ تعالےٰ کے فضل سے آرام رہا۔ درد کی ٹیس تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد اٹھتی رہی۔ جب نماز فجر پڑھ کر بیٹھے۔ تو حضور نے فرمایا۔ اب بھی درد کی ٹیس اٹھ رہی ہے۔ اس درد کی وجہ اغلباً چلنا پھرنا ہے۔ رات کو درد نہیں ہوا۔ سونے کے بعد صبح اٹھ کر چارپائی کے پاس ہی نماز فجر ادا فرمائی۔ تو درد محسوس ہوا۔ لیٹے رہنے سے آرام ہو جاتا ہے۔ کل ڈاکٹر کرنل بار ٹ سے وقت مقرر کیا گیا۔ اور آج بارہ بجے وہ حضور کو دیکھیگا۔

۲۸ر اکتوبر کی اطلاع

کل بارہ بجے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا ملاحظہ کرنل بارٹ سرجن نے کیا۔ اور بتایا۔ کہ درد بڑی انتڑیوں کے نقص کی وجہ سے ہے۔ احتیاطاً اس نے انتڑیوں اور گردہ کا X-ray کرانے کا مشورہ دیا۔ بخار کی کل باری تھی۔ لیکن خدا کے فضل سے آرام رہا۔ آج صبح کچھ متلی کی شکایت تھی۔ لیکن بخار نہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۳۶ | قادیان دارالامان مورخہ یکم نومبر ۱۹۲۹ء | جلد ۱۷

انہدام مذبح قادیان کے مقدمہ میں استغاثہ کی ناکامی

گورنمنٹ کا فرض

اس میں شک نہیں کہ انہدام مذبح قادیان کے متعلق قانون شکنی کا مقدمہ متعلقہ پولیس کی ناقابلیت اور نااہلیت کی وجہ سے ناکام رہا ہے لیکن اس میں بھی کیا شک ہے۔ کہ اسکی حقیقی ذمہ داری گورنمنٹ پر عائد ہوتی ہے۔ اور گورنمنٹ کا فرض ہے کہ اس مقدمہ کی ناکامی نے جو صورت حالات پیدا کردی ہے۔ اس کا پورا پورا لحاظ کرے ✣

ایسے جاہل اور فتنہ انگیز لوگوں کا جو دوسروں کے کہتے ہیں آکر روز روشن میں قانون شکنی کا ارتکاب کریں۔ اور سینکڑوں کی تعداد میں جمع ہوکر ایک سرکاری عمارت کی اینٹ سے اینٹ بجادیں۔ گرفتار ہوکر سزا نہ پانا جسقدر بُرے نتائج پیدا کرسکتا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اور جبکہ وہ پہلے ہی علی الاعلان کہہ رہے ہوں۔ کہ خواہ کچھ ہو جائے۔ وہ دوبارہ اس عمارت کو نہیں بننے دیں گے۔ اور انکے حمائتی جا بیرول بھیجکر خون کی ندیاں بہا دینے کی دھمکیاں دے رہے ہوں۔ تو ان میں اوّل تو چند ایک کا گرفتار ہونا اور پھر ان کا بھی رہا ہو جانا ان کے بیجا حوصلوں اور امن شکن ارادوں کو جس قدر تقویت دے سکتا ہے۔ وہ بھی ظاہر ہے۔ ایسی حالت میں ہم یہ کہنے سے باز نہیں رہ سکتے۔ کہ اگر گورنمنٹ نے ان لوگوں کے متعلق کوئی کارروائی نہ کی۔ جو استغاثہ کی ناکامی کے ذمہ وار ہیں۔ تو اس کا صاف مطلب یہ ہوگا۔ کہ اس علاقہ کے مسلمانوں کو ہندوؤں اور سکھوں کے رحم پر نہیں بلکہ ان کے جور وستم کے حوالے کر دیا جائے۔ وہ جو چاہیں کریں۔ اور جس طرح چاہیں مسلمانوں کو دکھ اور تکالیف پہنچائیں ✣

جو لوگ روز روشن میں قانون کی توہین اور بدامنی کا ارتکاب کرکے صاف رہا ہو جائیں۔ اور اس بات کا تجربہ کرلیں۔ کہ گورنمنٹ کے قانون کی پابندی کرانے اور اس کے وقار کو قائم رکھنے والے اپنی آنکھوں سے سب کچھ دیکھنے کے باوجود کچھ نہیں کرسکتے۔ اور ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ انہیں ان مسلمانوں پر ظلم وستم کرنے سے کیا چیز روک سکتی ہے۔ جو قلیل تعداد اور غربت کی حالت میں دیہاتوں میں رہتے ہیں یا اکیلے دو کیلے ان دیہات میں سے گذرتے ہیں۔ چنانچہ وہ ان لوگوں کے مظالم اور ایذارسانیوں کا تختہ مشق بن رہے ہیں۔ اور روز بروز ان کی تکالیف میں اضافہ ہو رہا ہے ✣

ہم پوچھنا چاہتے ہیں۔ کیا ان لوگوں کے جان و مال۔ عزت وآبرو کی حفاظت کرنا گورنمنٹ کا فرض ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو گورنمنٹ کو ان کے متعلق بھی اپنا فرض محسوس کرنا چاہیئے۔ اور اس فرض کی ادائگی کا پورا انتظام ہونا چاہیئے۔ ورنہ اگر حکومت ان لوگوں کے شور و شر سے ڈر کر جو کھلم کھلا شوریدہ سری سے کام لیتے ہیں ان کے آگے جُھک سکتی ہے۔ اور ان کی خاطر ایسے لوگوں کے حقوق نظر انداز کر سکتی ہے۔ جنہوں نے آجتک گورنمنٹ کے لئے کسی قسم کی مشکل اور پریشانی پیدا کرنے کی بجائے نازک سے نازک وقت پر اسکی امداد کی۔ اور خطرناک سے خطرناک حالات میں اس کے لئے اپنے آپ کو خطرہ میں ڈالا۔ تو اس کا یہ مطلب ہوگا۔ کہ ان لوگوں کو گورنمنٹ کی حمایت کی بجائے اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے اپنی طاقت صرف کرنی چاہئے اور یہ توقع رکھنے کی بجائے کہ گورنمنٹ ان کے متعلق اپنے فرائض محسوس کریگی۔ یہ سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ گورنمنٹ بھی انہی لوگوں کی حمایت ضروری سمجھتی ہے۔ جو اسے اپنے مطالبات کے آگے جھکاتے اور انہیں منظور کرانے کی طاقت رکھتے ہیں ✣

ہم نہیں سمجھتے۔ گورنمنٹ اپنے ان حکام کے متعلق جو انہدام مذبح قادیان کے استغاثہ کی ناکامی کے ذمہ وار ہیں کیا صفائی پیش کر سکتی ہے۔ جو اس قدر ایسے صاف اور صریح واقعہ کے متعلق جو اس کی آنکھوں کے سامنے ہوا۔ کوئی ثبوت بہم نہیں پہنچا سکتے۔ اور جو ایسے لوگوں کو پکڑ کر عدالت کے سامنے پیش کر دیتے ہیں۔ جن کے جرم کے متعلق عدالت کو مطمئن نہیں کرسکتے۔ وہ تفتیش جرائم کے محکمہ میں رہنے کے قابل ہی کیونکر سمجھے جاسکتے ہیں۔ اور ان پر لوگوں کے جان ومال کی حفاظت کا فرض کس طرح عائد کیا جاسکتا ہے۔ ایسے لوگ تو مجرموں کی گرفتاری کے کام پر لگانے کی بجائے خود اس قابل ہیں۔ کہ اپنے فرائض کی ادائگی میں کوتاہی کرنے کی وجہ سے زیر مواخذہ لائے جائیں۔ اسی لئے ہم استغاثہ کی ناکامی کے ذمہ وار لوگوں کے متعلق کارروائی کرنا گورنمنٹ کا فرض سمجھتے ہیں۔ اور گورنمنٹ کے اعلیٰ حکام سے اس کا مطالبہ کرتے ہیں ✣

قادیان ایک جماعت کا مرکز ہے۔ اور ایسی جماعت کا مرکز ہے جو آجتک اپنے باامن اور پابند قانون ہونے کا پورا ثبوت دے چکی ہے اگر یہی بات اس کے حقوق نظر انداز کئے جانے کا باعث بن گئی۔ تو اس کا اثر قادیان اور اس کے مضافات تک ہی نہ رہیگا۔ بلکہ دُور دور تک پہنچیگا۔ اور کوئی احمدی یہ برداشت نہیں کرے گا کہ اپنے مرکز میں رہنے والوں کے حقوق پائمال ہونے دے۔ یا ان لوگوں کو جو اپنے گھر بار اپنے وطن اور ملک اپنے عزیز و قریبی رشتہ دار چھوڑ کر قادیان آبسے ہیں۔ گورنمنٹ کی بے اعتنائی اور کمزوری کی وجہ سے شوریدہ سروں کے مظالم کا تختہ مشق بننے دے۔

پس جہاں معاملہ کی اہمیت کو صحیح طور پر مدنظر رکھنا گورنمنٹ کا فرض ہے۔ وہاں شوریدہ سروں سے مرعوب ہوکر ان کی رعایت کرنا خطرناک روش ہے۔ اس طرح شوریدگی ختم نہیں ہوسکتی۔ بلکہ اور بڑھتی ہے۔ کیونکہ جو لوگ آج اس طرح اپنا کوئی ناجائز سے ناجائز مطالبہ منظور کرا لیتے ہیں۔ کل وہ اس سے بھی بڑا مطالبہ لے کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کیا ہم امید رکھیں کہ گورنمنٹ ان حقائق کو نظرانداز نہ کرے گی ✣

کانگریس کے جلسہ میں مولوی ظفر علی صاحب سے شرمناک سلوک

سید حبیب صاحب کے ساتھ کانگریسی اور مہا بھائی ہندوؤں اور انکے دام افتادوں نے حال ہی میں جو سلوک کیا۔ اور محض اس لئے کیا۔ کہ وہ انکے جلسہ میں کیوں گئے۔ اور پھر تقریر کرنے کے لئے کھڑے ہونیکی جرأت کیوں کی تھی۔ وہی مسلمانوں کے لئے نہایت رنج افزا تھا۔ کہ سٹی کانگریس کمیٹی لاہور کے ایک جلسہ میں مولوی ظفر علی صاحب کو صدر بنا کر انکے خلاف نہایت سخت آوازے کسے گئے۔ اور انہیں اس بات کے لئے مجبور کر دیا گیا کہ وہ جلسہ سے اُٹھ کر چلے جائیں ✣

مولوی ظفر علیصاحب کا گناہ صرف یہ تھا کہ انہوں نے ڈاکٹر کچلو صاحب کے دوران تقریر میں یہ کہنے پر کہ "یہاں مذہب مقدم نہیں ہے قومیت مقدم ہے"۔ اتنا کہدیا۔ "میں سب سے پہلے مسلمان ہوں مجھے اسلام ہی نے سب کچھ سکھایا ہے میں اسلام کو چھپانا نہیں چاہتا۔ جو لوگ عزت طلبی کے لئے ایسا کرتے ہیں مجھے ایسے اختلاف ہے یہ مسلمانوں کے کانگریس سے الگ رہنے کی وجہ بھی ہے" (زمیندار ۲۶ اکتوبر)

مولوی صاحب کا اتنا کہنا تھا کہ جلسے میں گڑبڑ پیدا ہوگئی۔ ایک کانگریسی ہندو نے حاضرین کو سُنا کر کہا۔ "یہ گندی ذہنیت ہے۔ اسکو ہم بدلنا چاہتے ہیں" ایک اور ہندو نے کہ وہ بھی کانگریس کا ممبر تھا شور مچا دیا۔ اور یہ شور اس وقت تک ختم نہ ہوا جبتک مولوی صاحب جلسہ سے اُٹھ کر چلے نہ گئے ✣

ان کے جانے کے بعد جھٹ ایک اور شخص کو پریذیڈنٹ بنادیا گیا۔ اور جلسہ جاری رہا۔ مولوی صاحب کے صدارت سے اُٹھ کر جانے کی کسی نے ذرا بھی پروا نہ کی ✣

سمجھ میں نہیں آتا۔ مولوی ظفر علیصاحب سے جو نہ صرف کانگریس کے بہت بڑے شیدائی ہیں۔ بلکہ دوسروں کو بھی کانگریس کے پجاری بنانے کیلئے بڑے بڑے کانگریسیوں سے زیادہ کوشش کر رہے ہیں۔ کونسا جرم سرزد ہوا۔ جسکی پاداش میں باوجود صدر ہونیکے انہیں کانگریسیوں کی درشت کلامی کا شکار ہونا پڑا۔ اور جب انہوں نے اپنی تحقیر میں کمی ہوتی نہ دیکھی۔ تو جلسہ کو چھوڑ کر چلے گئے کیا ان کا اسلام کیطرف اپنے آپکو منسوب کرنا۔ اور اسلام سے وابستہ دیگر خدمات ملکی میں حصہ لینے کا

دعویٰ کرنا کوئی جرم تھا۔ اگر یہ جرم تھا۔ اور فی الواقعہ اسی وجہ سے ایسا سلوک کیا گیا ہے۔ تو اس کا یہ مطلب ہوا۔ کہ کانگریسی نہ صرف مسلمانوں سے یہ مطالبہ کر رہے ہیں۔ کہ وہ بلاچون وچرا ان کے فیصلوں کے آگے سر تسلیم خم کرتے رہیں بلکہ یہ بھی چاہتے ہیں۔ کہ اسلام کو مٹا دیں۔ اور اسلام کا ذکر بھی کسی کی زبان پر نہ آنے دیں۔

دراصل یہ وہ ذہنیت ہے۔ جسے گندی ذہنیت کہا جا سکتا۔ اور جسے بدلنے کی ضرورت ہے لیکن یہ اسی صورت میں ممکن ہے۔ کہ مسلمان خودداری اور وقار کے قیام کو کانگریسیوں کی خوشنودی پر ترجیح دیں اور سیاسی و ملکی معاملات میں متحد ہو کر کھڑے ہو جائیں۔

کانگریس سے وفاداری کا صلہ

مدیگہ کے قضیہ کے سلسلہ میں بعض متعلقہ حکام کے مخالفانہ رویہ کی بنا پر "زمیندار" کئی بار اس قسم کے طعنے دے چکا ہے۔ کہ یہ احمدیوں کو گورنمنٹ سے وفاداری کا صلہ مل رہا ہے۔ ہم گورنمنٹ کی وفاداری کسی صلہ کے لئے نہیں کرتے۔ بلکہ اُسے اپنا مذہبی فرض سمجھتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ہم یہ بھی کہہ دینا چاہتے ہیں۔ کہ گورنمنٹ سے اپنے حقوق حاصل کرنا بھی ہمارے فرائض میں داخل ہے۔ اور ہمیں ہمارا کوئی حق ملنا کسی قسم کا صلہ نہیں کہلا سکتا۔ اگر حکومت اس بارے میں کسی قسم کی کوتاہی کرے۔ تو وہ اپنے فرض کی ادائگی میں قاصر رہے گی۔ اور ہم اس وقت تک اسے اس فرض کی طرف متوجہ کرتے رہیں گے۔ جب تک اپنا حق نہ حاصل کر لیں۔

پس کسی معاملہ میں گورنمنٹ کی بے توجہی یا کوتاہی کو ہماری وفاداری کا صلہ قرار دے کر ہم پر طعن کرنا کسی لحاظ سے بھی درست نہیں۔ لیکن اس کے مقابلہ میں اگر مولوی ظفر علی صاحب سے پوچھا جائے کہ کانگریس کے تازہ جلسہ میں کانگریسیوں نے آپ سے جو سلوک کیا۔ کیا وہ آپ کی اُسی وفاداری کا صلہ ہے۔ جو آپ نے مسلمانوں کی اکثریت کو چھوڑ کر کانگریس کی حمایت میں دکھائی ہے۔ اور آپ کی اس وفاداری کے اس قدر پختہ ہونے کی کیا وجہ ہے۔ کہ باوجود ایسے سلوک کے آپ پھر بھی کانگریس کا جوا اپنی گردن سے نہیں اتارتے۔ تو وہ کیا کہیں گے۔

ملزمین مقدمہ سازش لاہور اور تشدد

سید حبیب صاحب کے ساتھ طلبار کی کانفرنس میں جو بدتہذیبی کا سلوک کیا گیا۔ اور پھر جس طرح آریہ اخبارات نے ان کے سر اور چہرہ پر چوٹیں لگنے کا فخریہ ذکر کیا۔ اس کے متعلق ہم گزشتہ پرچہ میں اظہار رائے کر چکے ہیں۔

اس قسم کی حرکات کرنے والے ابھی خوشی منا ہی رہے تھے کہ انہیں خود "تشدد" کے متعلق واویلا کرنا پڑا۔ چنانچہ مقدمہ سازش لاہور کی سماعت کرنے والے سپیشل مجسٹریٹ کی عدالت میں ملزموں کے نہ جانے اور لے جانے میں مزاحمت کرنے پر جب پولیس کو انہیں کھینچنا گھسیٹنا پڑا۔ تو ان لوگوں نے شور برپا کر دیا۔

ہم پوچھتے ہیں۔ گورنمنٹ کو الٹ دینے کے لئے قتل و غارت کرنے کے الزام میں گرفتار ہونے والوں کا حکام مجاز کے احکام کی خلاف ورزی کرنا زیادہ معیوب ہے۔ یا ایک جلسہ عام میں صدر سے اجازت لینے اور اس کے انکار نہ کرنے پر تقریر کرنے کے لئے کھڑا ہونا۔

پھر جن لوگوں نے تقریر کے لئے کھڑے ہوتے پر سید حبیب صاحب کو مارا اور گھسیٹا۔ یا جنہوں نے یہ نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اور ٹس سے مس نہ ہوئے۔ ان کا کیا حق ہے۔ کہ ملزمین سازش لاہور کے متعلق پولیس کے رویہ کو "وحشت و بربریت اور لٹھ بازی کا قابل مذمت مظاہرہ" قرار دیں۔

ہندوؤں میں گائے کا گوشت کھانے والے

حیرت ہے۔ وہ ہندو جو ایسے لوگوں کے ساتھ ہر قسم کے مذہبی مجلسی اور معاشرتی تعلقات قائم رکھتے ہیں۔ جو ہندو کہلاتے ہوئے گائے کا گوشت کھاتے۔ اور علی الاعلان اس کے ذائقہ کا اقرار کرتے ہیں۔ وہ مسلمانوں کے گائے کا گوشت کھانے پر کیوں خون کی ندیاں بہانے پر اتر آتے ہیں۔

اخبار "پارس" ۲۶ر اکتوبر لکھتا ہے:-

"لالہ ہرکشن لال جی ایک ہندو رہنما ہیں۔ پچھلے دنوں انہوں نے اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر گائے کے شوربا کا ذکر کیا تھا۔ لیکن ہندوؤں نے درگذر کیا۔ اور زمانہ کے رنگ کو دیکھتے ہوئے خاموش رہے"۔

اگر زمانہ کا رنگ ہندوؤں کو گائے کا گوشت کھاتے اور شوربا پیتے دیکھ کر خاموش رہنے کی تلقین کرتا ہے۔ تو کیا وجہ ہے مسلمانوں کے خلاف اس لئے شور مچایا جائے۔ کہ وہ گائے کا گوشت کھاتے ہیں۔

انہی ایام میں دیانندی اخبارات میں قادیان میں گائے کے کباب فروخت ہونے کے متعلق واویلا کیا جا رہا ہے۔ حالانکہ یہی کباب بنانے والا کچھ عرصہ قبل ہندوؤں کی دوکان میں بیٹھ کر کباب بنایا کرتا تھا۔ اور کئی ہندو نہ صرف ان کبابوں کی خوشبو مزے لے لے کر سونگھتے تھے۔ بلکہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھتے تھے۔

شوریدہ سر ہندوؤں اور دیانندیوں کے لئے مناسب یہی ہے۔ کہ اس بارے میں خاموشی کو کچھ اور وسعت دیں۔ اور مسلمانوں کے متعلق بھی خاموشی سے کام لیا کریں۔

ہارٹوگ کمیٹی کی سفارشات

ہندوستان کے آئندہ سیاسی آئین میں تعلیمی نظام کے متعلق ایک مفصل رپورٹ مرتب کرنے کے لئے سائمن کمیشن نے ہارٹوگ کمیٹی کا تقرر کیا تھا۔ اس کمیٹی نے تحقیقات کے بعد جو مفصل تجاویز اور سفارشات پیش کی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ تعلیمی صیغہ جات اور مدرسوں کے عملہ میں مسلمانوں اور دیگر ان فرقوں کے لئے جو تعلیم میں پیچھے ہیں نشستوں کی تخصیص کر دی جائے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کمیٹی کے ارکان ہندوستان میں تعلیمی حالت کا مطالعہ کرنے میں بڑی حد تک کامیاب ہو گئے ہیں۔ اور ان پر یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو چکی ہے۔ کہ ہندو قوم کا دیگر ہر ایک ادارہ کی طرح محکمہ تعلیم میں بھی پورا پورا تسلط اور اقتدار غیر ہندوؤں کو ملازمتوں سے محروم رکھنے کا موجب ہو رہا ہے۔ بلکہ ان کی تعلیمی ترقی کے لئے بھی ایک زبردست روک ہے۔ اب حکومت کا فرض ہے۔ کہ کمیٹی کی اس تحقیقات سے فائدہ اٹھائے۔

اس کمیٹی نے اس بنا پر کہ پرائیویٹ سکول نوجوانوں میں فرقہ پرستی کا جذبہ پیدا کرتے ہیں۔ سفارش کی ہے۔ کہ سرکاری سکولوں میں مذہبی تعلیم کا پورا پورا انتظام کر کے پرائیویٹ سکولوں کو بند کر دیا جائے۔ اگر مذہبی تعلیم کے نئے نصاب تجویز کرنے میں کسی بے احتیاطی سے کام نہ لیا جائے۔ تو یہ تجویز بھی اس قابل ہے۔ کہ مسلمانوں کی طرف سے اس کے نفاذ پر زور دیا جائے۔ اسلامی سکول تو پہلے ہی عام طور نہایت ردی حالت میں ہیں۔ اور ملکی خزانہ میں سے ایک گراں بہا رقم جو غریب مسلمان زمینداروں سے بذریعہ لگان وصول کی جاتی ہے۔ ہندو سکولوں کے ہندو منتظمین اور کارکنوں کی جیبوں میں چلی جاتی ہے۔ اگر ہارٹوگ کمیٹی کی تجویز پر عمل کر کے یہ رقم بچائی جا سکے۔ تو اس سے صنعت و حرفت اور تجارت وغیرہ کی تعلیم کا بخوبی انتظام ہو سکتا ہے۔ اور گورنمنٹ سکولوں میں آبادی کے تناسب سے مسلمانوں کو چونکہ ملازمتیں ملیں گی۔ اس لئے مسلمان بھی اس سے مستفید ہو سکیں گے۔

ہندوستانی عورتوں کی تعلیم

ہندوستان میں تعلیمی ترقی کے سلسلہ میں اس بات پر خاص توجہ کی ضرورت ہے۔ کہ ہندوستانیوں کی تعلیم محض انہیں ملازمت یا کلرکی کے قابل بنانے والی ہی نہ ہو۔ بلکہ مردوں کو صنعت و حرفت اور تجارت کی تعلیم دینے کے ساتھ عورتوں کی تعلیم بھی زیادہ تر خانگی نظم ونسق کفایت شعاری اور ذرائع آمدنی کو وسیع کرنے کے طریقوں پر مشتمل ہونی چاہیئے۔ ہندوستانی خواہ دولت و ثروت میں کتنی ترقی کیوں نہ کر جائیں۔ جب تک ان کی مستورات کفایت شعاری اور کم خرچ سے گھر کا اعلےٰ سے اعلےٰ انتظام کرنے کے قابل نہ ہوں گی۔ وہ کبھی خوشحال نہیں ہو سکتے۔

انڈین ریلوے کانفرنس ایسوسی ایشن کے سالانہ جلسہ کی صدارت کرتے ہوئے سر ارنسٹ جیکسن ایجنٹ بی۔ بی اینڈ سی۔ آئی ریلوے نے بیان کیا:-

"مزدوران ریلوے کی حقیقی مصیبت یہ ہے۔ کہ انہیں ساہوکاروں کی زنجیروں نے از سرتا پا جکڑ رکھا ہے۔ نظام ہائے ریلوے ان کی تنخواہوں میں ۵۰ فیصدی یا اس سے بھی زیادہ اضافہ کیوں نہ کر دیں۔ ان کی حالت میں کوئی خوشگوار تغیر نہیں ہو سکتا"۔

اشارات

چند ہی دن ہوئے۔ "زمیندار" کے "نائٹ ایڈیٹر" نے دعویٰ کیا تھا۔ کہ اسے بچہ سقہ کے حالات "بذریعہ کشف" بتائے گئے ہیں۔ اور "زمیندار" نے اس "کشف" کی بنا پر بڑے وثوق کے ساتھ اعلان کیا تھا۔ "بچہ سقہ قادیان پہنچ گیا" لیکن کئی دن سے "زمیندار" کے سارے عملہ کو معلوم نہیں۔ کہ بچہ سقہ کہاں ہے۔ اب نہ تو ان میں سے کسی کو بچہ سقہ کے متعلق کشف ہوتا ہے۔ نہ الہام۔ اور نہ کسی اور ذریعہ سے کچھ پتہ لگتا ہے۔

چنانچہ "زمیندار" ۲۳ اکتوبر رقمطراز ہے۔

"معلوم نہیں۔ اعلیٰ حضرت بچہ سقا شاہ کہاں اڑنچھو ہو گئے۔ کوئی کہتا ہے۔ کہ آپ آج کل جبل السراج میں براجے ہیں۔ کسی کا خیال ہے۔ کہ حضور نے پاراچنار میں پھر اپنے پرانے مشاغل از سر نو اختیار کر لئے ہیں۔ یعنی قلی بن گئے ہیں۔ کسی کے نزدیک آپ عنقریب ہیٹنگ کی تجارت شروع کرنے والے ہیں۔ غرض جتنے منہ اتنی باتیں جس طرح کسی کو یہ معلوم نہیں کہ آج کل کرنل لارنس کہاں ہے۔ اسی طرح کوئی یہ بھی نہیں جانتا۔ کہ بچہ سقا آج کہاں ہے۔"

معلوم نہیں۔ "زمیندار" اتنی جلدی اس فیض سے کیوں محروم ہو گیا۔ جو اس کے "نائٹ ایڈیٹر" کے ذریعہ اس پر نازل ہونا شروع ہوا تھا۔ اور جس کے متعلق ہم ایک گذشتہ پرچہ میں اشارہ کر چکے ہیں۔

"زمیندار" نے اپنے اسی پرچہ میں "نائٹ ایڈیٹر" کے متعلق لکھا ہے۔ وہ اپنے بچوں سمیت لاہور سے امرتسر گیا۔ تو امرتسر کے سٹیشن پر ایک ٹی۔ ٹی۔ آئی نے کسی شبہ کی بنا پر اسے روک لیا۔ اور دو گھنٹہ تک روکے رکھنے کے بعد جانے کی اجازت دی۔ اسی طرح یہ بھی لکھا ہے "قاضی احسان اللہ صاحب بی۔ اے چیف ایڈیٹر "زمیندار" بخار۔ نزلہ کھانسی۔ اختلاج قلب اور متعدد روحانی اور جسمانی امراض میں مبتلا وزیر آباد میں پڑے ہیں۔"

کیا اس سلسلہ کشوف کے انقطاع کی یہی وجہ تو نہیں۔ کہ ان دونوں کی عدم موجودگی کی وجہ سے عملہ "زمیندار" میں کسی اور کو اس شرف کا اہل نہ سمجھا گیا۔

"زمیندار" کو چاہئے۔ اپنے "چیف ایڈیٹر" اور "نائٹ ایڈیٹر" کو جلد سے جلد واپس بلانے کا انتظام کرے۔ تا وہ کشف کے ذریعہ بتا سکیں۔ کہ بچہ سقا آج کہاں ہے۔

گورو گھنٹال (۲۹ اکتوبر) نے دیگر "ہندو مندروں" کا عموماً اور مگن ناتھ کے مندر کا خصوصاً ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔

"اس مقدس تیرتھ کے سب سے بڑے مندر میں جسکے اندر وشنو بھگوان کی خوبصورت مورتی ستھاپن ہے۔ گندی فحش خلاف اخلاق اور شرمناک تصاویر بنائی ہوئی ہیں۔"

اس اظہار حقیقت کے بعد گورو گھنٹال پوچھتا ہے۔

"کیا ان گندی تصاویر کی موجودگی میں ایک باپ اپنی بیٹی کے ساتھ۔ بھائی بہن کے ساتھ۔ ماں بیٹے کے ساتھ اور بہو سسر کے ساتھ آنکھیں اوپر کئے ہوئے داخل ہو سکتے ہیں۔ کیا یہ فحش تصاویر ان کو شرم اور ندامت سے اپنی نظریں نیچی کرنے کیلئے مجبور نہیں کرتیں"

ہمیں نہیں معلوم راسخ الاعتقاد ہندو اپنے مقدس تیرتھوں میں اس قسم کی تصاویر بنانے کے کیا فوائد اور کیا حکمتیں بیان کرتے ہیں لیکن یہ تو ظاہر ہے۔ کہ ایسی تصاویر بلا وجہ اور بلا ضرورت نہیں بنائی گئی ہوں گی۔ بلکہ مقدس تیرتھوں میں ان کی موجودگی کسی نہ کسی لحاظ سے ضروری سمجھی گئی۔ اب اگر وہاں باپ بیٹی کے ساتھ بھائی بہن کے ساتھ ماں بیٹے کے ساتھ اور بہو سسر کے ساتھ آنکھیں اوپر کئے ہوئے داخل نہیں ہو سکتے۔ تو نہ ہوں۔ دنیا میں یہی رشتے نہیں۔ باقی رشتوں کے ہندو مرد و عورتیں جب آنکھیں اوپر کئے ہوئے داخل ہو سکتے اور روحانی تسکین حاصل کر سکتے ہیں۔ تو انہی کے لئے ایسے نظاروں کو وقف رہنے دیا جائے۔ یہ کہاں کی شرافت ہے۔ کہ پراچین زمانہ کے مقدس آثار کو ہندو تہذیب کے لئے ایک بہت بڑی لعنت قرار دیا جائے۔

"انجمن جماعت احمدیہ لاہور کے محترم امیر مولانا محمد علی صاحب ایم اے نے "ترجمۃ القرآن انگریزی کا تازہ اور سستا ایڈیشن" شائع کرنے کا پیغام صلح میں اعلان کرایا ہے۔ "تازہ" کے متعلق تو یہ تشریح کی گئی ہے کہ "یہ ترجمہ حال ہی میں انگلستان سے چھپ کر پہنچا ہے" اور "سستا" اس بنا پر بتایا گیا ہے۔ کہ "عربی متن کے بغیر" ہے۔

چونکہ مولوی محمد علی صاحب کی آمدنی کا بہت بڑا ذریعہ کتابوں کا کمیشن وصول کرنا ہے۔ اسلئے وہ اپنی آمدنی میں اضافہ کرنے کیلئے نئے نئے ڈھنگ اختیار کرتے رہتے ہیں اور اس سلسلہ میں ایسی باتوں کے ارتکاب سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ جو ان کی مزعومہ شان کے صریح خلاف ہوتی ہیں۔ لیکن یہ حرکت تو انہوں نے ایسی کی ہے۔ جو نہایت ہی افسوسناک ہے۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ ان کے نزدیک غیر مسلم دنیا تو الگ رہی۔ مسلمانوں کے سامنے بھی خدا تعالیٰ کا وہ پاک کلام پیش کرنے کی ضرورت نہیں جس پر اسلام کی بنیاد ہے۔ جو روح کی تسکین اور روحانیت کے ارتقاء کے لئے اپنی نظیر نہیں رکھتا جس کے حقائق و معارف تا قیامت ختم نہیں ہو سکتے۔ بلکہ اسکی نسبت مولوی محمد علی صاحب کے ترجمہ کو زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ اسی لئے اب صرف یہی پیش ہونا چاہئے۔ کاش مولوی صاحب اس سستے ایڈیشن کے کمیشن کے مقابلہ میں خواہ کتنے سو یا کتنے ہزار ہی کیوں نہ ہوتا۔

ساہوکاری زنجیر نے صرف ریلوے مزدوروں کو ہی نہیں۔ بلکہ دیگر محکموں میں کام کرنے والوں کو بھی اپنا اسیر بنا رکھا ہے۔ اور اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے۔ کہ ہندوستانی عورتیں جن سے گھر کا نظم و نسق متعلق ہے۔ انتظام خانہ داری سے پوری طرح واقف نہیں ہوتیں۔ پس ضروری ہے۔ کہ یورپ کی طرح یہاں بھی زنانہ درسگاہوں میں ایسی تعلیم دی جائے۔ کہ عورتیں کم سے کم خرچ میں گھر کا انتظام کر سکیں۔ تا ہندوستانی ساہوکارہ لعنت سے نجات حاصل کر سکیں۔

ناگپور یونیورسٹی کا ایک قابل تقلید کارنامہ

اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ ہندوستان میں تعلیم چونکہ غیر ملکی زبان میں دی جاتی ہے۔ اس لئے ہر طالب علم اس سے پوری طرح مستفید نہیں ہو سکتا۔ اور جس ملک میں ملکی زبان ہی ذریعہ تعلیم ہو اس کا تعلیمی معیار بہت بلند ہو سکتا ہے۔ اس لئے ناگپور یونیورسٹی کورٹ کی یہ تجویز کہ یونیورسٹی کے تمام امتحانات دیسی زبان میں لئے جائیں نہایت مبارک اور اس قابل ہے۔ کہ ہندوستان کی دیگر یونیورسٹیاں اس کی تقلید کریں۔ ناگپور یونیورسٹی نے اس تجویز کو جلد از جلد عملی جامہ پہنانے کے لئے ایک کمیٹی کا تقرر کر دیا ہے۔ جو اس بات کی بھی تحقیق کرے گی۔ کہ اہل صوبہ اردو زبان کا ذریعہ تعلیم قرار پانا پسند کرتے ہیں۔ یا ہندی کا۔ اس سلسلہ میں اگرچہ ممالک متوسط میں ہندو آبادی کی اکثریت ہونے کی وجہ سے یہ امید تو نہیں کی جا سکتی۔ کہ وہ زبان اردو کو پسند کریں۔ لیکن انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ ہندی زبان چونکہ اردو کی طرح ترقی یافتہ زبان نہیں۔ اور اس میں بہترین لٹریچر مہیا نہیں ہو سکے گا۔ اس لئے اس کا اختیار کرنا ان کی تعلیمی ترقی میں ایک خطرناک روک ثابت ہو گا۔

مقدمہ سازش لاہور اور آریہ سماج

مقدمہ سازش لاہور میں شہادت دیتے ہوئے اقبالی گواہ جے گوپال نے اپنے بیان میں کئی جگہ آریہ سماج اور آریہ سماج پرتی ندھی سبھا کے ایک پرچارک ستیہ پال کا ذکر کیا ہے۔ جسے گوپال انقلابی پارٹی کا جس کا مقصد لوگوں کو دہشت زدہ کرنا اور لوٹ مار کے ذریعہ اسلحہ اور روپیہ حاصل کرنا تھا۔ ممبر تھا۔ وہ اور ایک اور انقلابی سکھدیو کی آمد و رفت آریہ سماج راولپنڈی میں ستیہ پال کے پاس تھی۔ اور جے گوپال کچھ عرصہ آریہ سماج کے مندر میں بھی قیام پذیر رہا۔ اسی طرح وہ معہ ستیہ پال آریہ سماج پشاور کے جلسہ میں بھی شریک ہوا۔ اگر یہ بیان درست ہے جسے غلط ہونے کی بظاہر کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ تو ایک بار اور ثابت ہو گیا۔ کہ آریہ سماجی ان چلے انقلابی تحریکات میں پورا حصہ لیتے ہیں۔ اس طرح ایک طرف تو وہ گورنمنٹ کو ناکارہ کرنا چاہتے ہیں۔ اور دوسری طرف مسلمانوں کے لئے خطرہ بن رہے ہیں۔ گورنمنٹ کے متعلق تو ہمیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ وہ اپنی حفاظت آپ کر سکتی ہے۔ لیکن افسوس مسلمانوں پر ہے۔ جو جائز طریق سے کام لیتے ہوئے بھی اپنے حقوق کی حفاظت کیلئے کوئی کوشش نہیں کر رہے۔ اگر یہی حالت رہی۔ تو کوئی خطرناک وقت آنے پر سب سے زیادہ نقصان مسلمانوں کو پہنچے گا۔

مولوی رحمت علی صاحب مبلغ سماٹرا کے اعزاز میں دعوتیں

تعلیم الاسلام ہائی سکول اور جامعہ احمدیہ کی طرف سے

۲۳ راکتوبر۔ اساتذہ اور طلبار ہائی سکول نے مولوی رحمت علی صاحب مبلغ سماٹرا کے اعزاز میں بعد نماز عصر بورڈنگ ہائی سکول میں چائے کی دعوت دی۔ جس میں مولوی صاحب۔ ان کے ساتھ سماٹرا سے آنے والے اصحاب کے علاوہ تمام طلباء سماٹرا جو کہ مدرسہ احمدیہ اور جامعہ احمدیہ میں تعلیم پاتے ہیں۔ کو بھی مدعو کیا گیا۔ چائے نوشی کے بعد تلاوت قرآن کریم کی گئی۔ اور نظم پڑھی گئی۔ پھر ماسٹر محمد علی صاحب اظہر نے ایڈریس پڑھا۔ جس میں مولوی صاحب کا ہائی سکول سے تعلق بیان کرتے ہوئے ان کی تبلیغی خدمات کا ذکر کیا۔ اس کے جواب میں مولوی صاحب نے حسب ذیل تقریر کی:۔

مولوی رحمت علی صاحب کی تقریر

میں استاد صاحبان اور طلبار کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور کھلے طور پر اعتراف کرتا ہوں۔ کہ میں نے جو کچھ حاصل کیا۔ اور جو سماٹرا میں جاکر پیش کیا۔ وہ تمام ان باتوں کا نتیجہ تھا۔ جو میں نے اپنی

ابتدائی لائف میں

یہاں سکول میں حاصل کیا۔ جب میں سماٹرا پہنچا۔ تو میں نے وہاں ان اصول سے کام لیا۔ جو استاد ہونے کی حیثیت میں میں نے یہاں سیکھے تھے۔ میں نے ان اصول کو مدنظر رکھ کر کام کیا۔ میں وہاں بھی اپنے آپکو ایک استاد سمجھتا تھا جس کا کام لوگوں کو پڑھانا تھا۔ اس میں خدا تعالےٰ نے مجھے میری

کوشش اور سعی سے بہت بڑھکر کامیابی

دی۔ یہ محض اس وجہ سے تھا۔ کہ میں ہائی سکول میں ۵ سال استاد رہا۔ اور یہاں میں نے سیکھا کہ لڑکوں کے ساتھ کس طرح سلوک کرنا چاہیئے۔ کس طرح ان کو اپنا گرویدہ بنانا چاہیئے۔ اسی تجربہ سے میں نے وہاں کام لیا۔ پس میں استاد صاحبان کا پھر شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کیونکہ اگر میں اس زندگی میں نہ آتا۔ تو وہاں کامیاب نہ ہوتا:۔

جیسا کہ احباب جانتے ہیں۔ میں یہاں

پنجابی یا اُردو میں تقریر

کرنے سے بہت ہچکچاتا تھا۔ اور میں نے کبھی خواہش نہ کی تھی۔ کہ کوئی لیکچر دُوں۔ لیکن وہاں جاکر چھ ماہ کے بعد ہی ایک ایسے آدمی سے مباحثہ کیا۔ جو سماٹرا اور جاوا میں بہت چالاک اور بہت بڑا عالم سمجھا جاتا تھا۔ اس نے خود اقرار کیا۔ کہ وہ لیکچر میں میرا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ اس کا نام فقیہ ہاشم ہے۔ اس نے کہا یہ غلط ہے۔ کہ اسے یہاں آئے صرف چھ ماہ ہوئے ہیں۔ یہ دراصل دو سال ملایا زبان سیکھتا رہا ہے۔ یہاں میں جو اردو میں بھی لیکچر نہ دے سکتا تھا۔ تو اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ یہاں اتنے بڑے عالم ہیں۔ کہ ان کے سامنے بولنا میرے لئے آسان نہ تھا۔ لیکن وہاں باوجود غیر زبان کے میرے لئے لیکچر دینا کچھ بھی مشکل نہ تھا۔ میں پھر استادوں اور طلبار کا اس

عزت افزائی پر شکریہ

ادا کرتا ہوں:۔

مولوی صاحب کے بعد جناب مفتی محمد صادق صاحب نے بحیثیت صدر جلسہ حسب ذیل تقریر فرمائی:۔

مفتی صاحب کی تقریر

ایڈریس میں اس بات کا ذکر کیا گیا ہے۔ کہ مولوی رحمت علی صاحب کو مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول سے خاص تعلق رہا ہے۔ اس لئے اس مدرسہ نے ان کو دعوت چاء دی ہے۔ لیکن مولوی صاحب کا تعلق مدرسہ احمدیہ سے بھی رہا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ یہ

دونوں مدرسے

اسلام اور احمدیت کی خدمت کے لئے قائم کئے گئے ہیں۔ دونوں کے طالب علم اسی کام کے لئے تیار کئے جاتے ہیں۔ چونکہ مدرسہ ہائی پہلے قائم ہوا تھا۔ اس لئے اس کے طلباء نے تبلیغ میں پہلے حصہ لیا۔ صوفی غلام محمد صاحب۔ مولوی محمد الدین صاحب۔ قاضی محمد عبداللہ صاحب۔ چوہدری فتح محمد صاحب سیال اسی سکول کے طالب علم تھے۔ جنھیں باہر کے ممالک میں تبلیغ کا کام کرنے کا موقعہ ملا۔ اور میں بھی اس سکول کا طالب علم تو نہیں۔ لیکن معلم تھا۔ اب مدرسہ احمدیہ کے طالب علم بھی بہت کام کر رہے ہیں۔ مگر سکولوں کے طلبار پر ہی کیا منحصر ہے۔

قادیان میں

جو مسیح موعودؑ کا مقام نزول اور خلفار کی رہائش کی جگہ ہے۔ یہاں رہنا بھی بہت بڑا کام ہے۔ یہاں جو احمدی اخلاص۔ ارادت اور محبت سے رہتے ہیں۔ وہ تمام طالب علم ہیں اس یونی ورسٹی کے۔ جو خدمت اسلام کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قائم کی ہے۔ اور سب اس کام کے لئے تیار کئے جاتے ہیں۔ کہ اسلام پھیلائیں:۔

مولوی رحمت علی صاحب کا یہ فرمانا کہ وہ یہاں تقریر نہ کرسکتے تھے۔ اور تقریر کرتے ہوئے جھجکتے تھے۔ مگر باہر جاکر انہوں نے خوب تقریریں کیں اور مناظرے کئے۔ اس کے متعلق مجھے

ایک بات

یاد آگئی۔ جو اُس موقعہ کی ہے۔ جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس خواجہ کمال الدین صاحب اس لئے آئے۔ کہ جلسہ مذاہب کے لئے کوئی مضمون لکھا جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت اس وقت علیل تھی۔ اسی حالت میں آپ نے مضمون لکھا۔ مگر خواجہ صاحب نے کہا۔ بڑا زور کا مقابلہ ہوگا۔ کوئی پُرزور مضمون ہونا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ آپ کی مثال اس شخص کی سی ہے۔ کہ جو گاؤں سے شہر جارہا تھا۔ کہ ایک شخص نے اُسے کہا۔ میاں روپیہ لے جاؤ۔ اور میرے لئے

عمدہ عطر

لیتے آنا۔ وہ شہر میں پہونچکر جب عطر والے کی دوکان پر گیا۔ تو اُسے کہا۔ مجھے ایک روپیہ کا عطر دو۔ مگر بہت اعلےٰ درجہ کا ہو۔ دوکاندار نے روپیہ لے کر اُسے ایک شیشی دی۔ مگر اُس نے سونگھ کر کہا۔ یہ تو کوئی زیادہ خوشبودار عطر نہیں ہے۔ دوکاندار نے کہا۔ تم اس دوکان میں بیٹھ کر اسے سونگھ رہے ہو۔ اسے باہر لے جاؤ۔ اور پھر سونگھ کر دیکھو کیسا عطر ہے۔ چنانچہ جب وہ باہر لے گیا۔ تو اُسے معلوم ہوا۔ بہت اعلیٰ خوشبو ہے:۔

یہ مثال بیان کرکے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تم قادیان میں بیٹھ کر اس مضمون کا اندازہ لگاتے ہو۔ جہاں ہر وقت ان باتوں کا چرچا رہتا ہے۔ اسے باہر لے جاؤ۔ اور جاکر لوگوں کو سناؤ تب اس کی قدر معلوم ہوگی۔ چنانچہ جب مضمون جلسہ میں پڑھا گیا۔ تو

سب سے اعلےٰ

رہا:۔

تو ہم نے تجربہ کرکے دیکھا ہے۔ کہ قادیان کا معمولی طالب علم بھی جب باہر جاتا ہے۔ تو بڑے بڑے مولوی اس کے سامنے ہار ماننے پر مجبور ہوجاتے ہیں۔ غرض جو بھی

دین کی خاطر

قادیان میں رہتا ہے۔ وہ طالب علم ہے۔ ہم سب تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور سب کا یہی فرض ہے۔ کہ دین کی خدمت کے لئے تیار ہیں۔ جہاں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بھیجیں۔ یا آپ کے ارشاد کے ماتحت جو انتظام ہے۔ وہ بھیجے۔ وہاں جاکر کام کریں۔ یہ صاحب جو سماٹرا سے تشریف لائے ہیں۔ ابھی مجھ سے کہہ رہے تھے۔ کہ اگر آپ ہمارے ملک میں جائیں۔ اور آپ کی بیوی بھی ساتھ ہو۔ تو بہت جلد احمدیت پھیل سکتی ہے۔ میں نے انہیں کہا۔ ہم اپنی مرضی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی مرضی کے ماتحت کرچکے ہیں۔ آج اگر حضورؑ بھیجیں۔ تو میں آج ہی جانے کے لئے تیار ہوں۔ اور جہاں بھیجیں۔ وہیں جانے کے لئے تیار ہوں۔ یہی حال دوسرے احمدیوں کا ہے۔ دراصل یہی چیز ہے۔ جو ہر جگہ احمدیوں کو

فتح یاب

کرتی ہے۔ مولوی صاحب نے جس فقیہ کا ذکر کیا ہے۔ وہ کیا۔ اگر اس سے بڑے بڑے بھی جمع ہوجائیں۔ اور ایک چھوٹے سے چھوٹے احمدی مبلغ کے مقابلہ پر آئیں۔ تو احمدی ہی غالب ہوگا۔ کیونکہ کامیابی احمدیت اور احمدی مبلغوں کے لئے مقدر ہوچکی ہے:۔

چونکہ مغرب کا وقت ہوگیا ہے۔ اس لئے میں دُعا پر اس جلسہ کو ختم کرتا ہوں۔

طلباء جامعہ کی دعوت

۲۴۔ اکتوبر صبح آٹھ بجے طلبار جامعہ احمدیہ نے مولوی رحمت علی صاحب کو دعوت چائے دی۔ تلاوت اور نظم کے بعد ایڈریس پیش کیا۔ جس کے جواب میں مولوی صاحب نے حسب ذیل تقریر کی:۔

میں ایک ادنیٰ طالب علم یہاں کے سکول کا تھا لیکن

احباب کی دعاؤں اور توجہ سے

تبلیغ کے لئے ایک باہر کے ملک میں گیا۔ اور اس حالت میں گیا کہ نہ وہاں کی زبان جانتا تھا۔ اور نہ کچھ علم تھا۔ محض خدا تعالےٰ کے فضل اور آپ کی دعاؤں سے مجھے وہاں کام کرنے کا موقعہ ملا۔ اس لئے وہاں کی کامیابی میری نہیں بلکہ آپ صاحبان کی ہے پس میں آپ صاحبان کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اور خاص طور پر اُستاد صاحبان کو۔ ان کے شاگرد ضرور دنیا میں کام کریں گے اور تغیر پیدا کر دیں گے۔ انشاء اللہ۔ سماٹرا میں یہ حالت ہے۔ کہ

احمدیہ سکول کے طلباء

کہیں چلے جائیں۔ ان کی عزت ہوگی۔ اور علماء بھی ان کی عزت کریں گے۔ کیونکہ میں وہاں احمدیہ سکول کا خاص طور پر ذکر کرتا رہا ہوں۔ اور امید کرتا ہوں۔ جو تکالیف کا رستہ مجھے طے کرنا پڑا وہ دوسرے مبلغین کو نہیں کرنا پڑے گا۔ انہیں جلد ممالک مشرقیہ فتح کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے ؎

مفتی صاحب کی تقریر

مجھے یاد ہے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں میں لاہور رہتا تھا۔ تو وہاں کی ہماری جماعت میں چند ایسے بزرگ تھے۔ جنہیں خدا کے فضل سے رویا اور کشوف ہوتے تھے ان میں سے ایک شیخ مولا بخش صاحب شیخ یعقوب علی صاحب کے چچا تھے۔ ایک دفعہ ایک

دینی ضرورت کے لئے تحریک

کی گئی۔ کہ احباب دعائیں کریں۔ تو ایک بھائی کو الہام ہوا۔ للہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض۔ اور اس کے ساتھ تھا۔ للہ المشرق والمغرب فاینما تولوا فثم وجہ اللہ۔ کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب خدا کا ہے۔ اور مشرق و مغرب اللہ ہی کا ہے جس طرف تم توجہ کرو گے اس میں خدا تمہاری مدد کرے گا۔ چنانچہ اس کام میں کامیابی ہوگئی ؎

ہمارے مکرم دوست مولوی رحمت علی صاحب فاتح جاوا و سماٹرا کہ گویا مبلغ جاوا سماٹرا انہوں نے خدا تعالےٰ کے فضل اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی توجہ سے

بڑا کام

کیا ہے لیکن ہمارا کام نہ صرف سماٹرا اور جاوا۔ یونائٹڈ سٹیٹس امریکہ۔ اور انگلینڈ میں تبلیغ کرنا ہے۔ بلکہ ہم نے

ساری دنیا کو فتح کرنا ہے

اور یہ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ ہر احمدی دنیا میں کسی نہ کسی طرف نکل جائے اور اگر ایسا نہ کر سکے تو کم از کم ارادہ ضرور کرے۔ کہ میں یہ کام کروں گا جب مجھے اس بات کا خیال آیا۔ کہ میں مختلف ممالک میں خطوط کے ذریعہ تبلیغ کروں۔ تو میں طلباء سے کہا کرتا تھا۔ دنیا کا نقشہ سامنے رکھ کر کسی جگہ ہاتھ لگا دو۔ اور ارادہ کر لو۔ کہ اس علاقہ میں تبلیغ کریں گے اب خطوط کے ذریعہ تبلیغ شروع کر دو۔ اگر خدا توفیق دے۔ تو پھر وہاں پہنچ کر تبلیغ کرو۔ جب ہمارا کام ساری دنیا کو فتح کرنا ہے تو یہ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ

سب کے سب احمدی

دنیا کے ممالک میں تبلیغ کرنے کا ارادہ کر لیں۔ اور ابھی سے کسی نہ کسی علاقہ کے متعلق تیاری شروع کر دیں۔ اور خط و کتابت کے ذریعے تبلیغ کرتے رہیں۔ جب میں نے امریکہ کے لوگوں سے خط و کتابت شروع کی تھی۔ اور اس طرح بھی بعض لوگ مسلمان ہوئے تھے۔ تو اس وقت اپنی بدنی۔ مالی۔ علمی طاقت کے لحاظ سے میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ کہ میں کسی وقت تبلیغ کے لئے امریکہ پہنچ سکوں گا مگر خدا جب چاہتا ہے کہ کسی سے کام لے۔ تو اس کے لئے اسباب بھی پیدا کر دیتا ہے ؎

اس وقت یہ جلسہ جامعہ احمدیہ میں ہو رہا ہے اور یہاں جتنے تعلیمی انسٹی ٹیوشنز ہیں۔ ان سب سے زیادہ مجھے جامعہ احمدیہ سے دلچسپی ہے۔ کیونکہ باقی تعلیمی انسٹی ٹیوشنز کسی نہ کسی رنگ میں گورنمنٹ کے ماتحت چل رہے ہیں۔ لیکن یہ ہماری

اپنی یونیورسٹی

ہے۔ اس میں سارے کا سارا ہمارا اپنا انتظام ہے۔ اس میں ہم خود امتحان لیتے ہیں۔ اور وہ وقت آنے والا ہے۔ جب دنیا میں اسکی خاص وقعت سمجھی جائے گی۔ اس میں تعلیم پانے والوں کو فخر ہوگا۔ کہ انہوں نے جامعہ احمدیہ میں تعلیم پائی۔ کیا ہوا اس وقت یہ ایک کچے کوٹھے میں ہے اور آجکل تو سادگی اور پرانے طریق کی طرف توجہ کی جا رہی ہے میں نے ٹیگور کی یونیورسٹی میں دیکھا۔ پروفیسر درختوں کے سائے تلے فرش پر بیٹھے ہوئے طلباء کو پڑھا رہے تھے۔ اس طرح بھی اعلیٰ سے اعلیٰ علوم حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ میں دعا پر اس جلسہ کو ختم کرتا ہوں ؎

نومسلموں کے متعلق اعلان

اکثر دیکھا جاتا ہے۔ کہ ہمارے احمدی احباب کے ذریعہ جب کوئی شخص دوسرے مذہب کا مسلمان ہوتا ہے۔ تو بجائے اس کے کہ احباب اُس کو اپنے پاس رکھ کر اُس کی تربیت کریں۔ اور معمولی تعلیم دیں۔ فوراً اُسے قادیان روانہ کر دیتے ہیں۔ اور یہ طریق مرکز کی مشکلات کو بڑھانے کا موجب ہو رہا ہے۔ احباب کو چاہیئے۔ کہ نومسلمین کو اپنے پاس رکھ کر انکی تعلیم و تربیت کریں۔ عام طور پر نومسلمین جو یہاں بھیجے جاتے ہیں۔ ناخواندہ ہوتے ہیں یا بالکل کم علم ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے۔ کہ ایسے لوگوں کی تعلیم و تربیت خود بیرونی جماعتیں کر سکتی ہیں پس اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ آئندہ کوئی صاحب کسی نومسلم کو قادیان میں نہ بھیجیں جب تک کہ اس کے متعلق پہلے دفتر دعوۃ و تبلیغ سے اجازت نہ حاصل کر لیں ؎

اس اعلان کی ضرورت اس لئے بھی محسوس ہوئی ہے کہ بعض نومسلمین ہمارا مالی نقصان کر کے یہاں سے چلے گئے ہیں اس لئے احتیاط ضروری ہے ؎

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

تبلیغی وفد کا پروگرام

۵ نومبر کو انشاء اللہ العزیز ایک مختصر تبلیغی وفد جو صرف مولوی غلام رسول صاحب راجیکی اور مولوی محمد یار صاحب مولوی فاضل پر مشتمل ہوگا۔ قادیان سے روانہ ہوگا۔ اور مندرجہ ذیل جماعتوں کا دورہ کرے گا۔ ان جماعتوں کا فرض ہے کہ اپنی اپنی جگہوں پر ان تاریخوں پر جلسوں کے انتظام کے متعلق فیصلہ کر کے ۵ نومبر تک دفتر ہذا میں براہ راست اطلاع دیں۔ جو ان کے لئے مقرر کر دی گئی ہیں۔ ان تاریخوں میں کوئی تغیر و تبدل نہیں ہو سکے گا۔ اس لئے کسی جماعت کو اجازت نہیں ہے کہ کوئی تجویز یا ترمیم پیش کر کے مجوزہ پروگرام کو بدلنے کی کوشش یا درخواست کرے۔ کیونکہ اس طرح دفتر کو بھی مشکلات پیدا ہوتی ہیں۔ اور آگے آنیوالی جماعتوں کے انتظام میں بھی خلل واقعہ ہوتا ہے۔ پروگرام حسب ذیل ہے:۔

نمبر شمار	
	۵ نومبر روانگی از قادیان
۱	۶-۷-۸- نومبر سنور۔ ریاست پٹیالہ۔
۲	۹-۱۰-۱۱- نومبر۔ پٹیالہ
۳	۱۲-۱۳-۱۴- نومبر۔ سامانہ ریاست پٹیالہ۔
۴	۱۶-۱۷-۱۸- نومبر بھٹنڈہ
۵	۲۰-۲۱- نومبر فرید کوٹ
۶	۲۲-۲۳-۲۴- نومبر فیروز پور
۷	۲۵-۲۶ نومبر زیرہ
۸	۲۸-۲۹-۳۰- نومبر قصور
۹	۲-۳- دسمبر دہلی
۱۰	۵-۶-۷- دسمبر امرتسر
۱۱	۹-۱۰-۱۱- دسمبر لاہور
۱۲	۱۳-۱۴-۱۵ دسمبر گورداسپور
۱۳	۱۷-۱۸-۱۹- دسمبر بٹالہ

۲۰ دسمبر واپسی

خاکسار ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

ایک چمارن پر آریوں کا قبضہ

چند دن کا واقعہ ہے کہ موضع ھُسادر ریاست بھرت پور کے چھ سات آریوں نے اپنے قبضہ میں ایک چمارن کو کر رکھا تھا جب لوگوں کو یہ خبر معلوم ہوئی۔ اور پولیس کو بھی اسکی اطلاع ملی۔ تو ایک آریہ پنڈت۔ اس چمارن کو لے کر بھاگ گیا۔ پولیس نے موضع بیانہ ریاست بھرت پور میں دونوں کو گرفتار کر لیا۔ اس گرفتاری کی خبر اور چمارن کے بیان یہ کہ ان لوگوں نے میری زبردستی عصمت خراب کی اور اب کہیں فروخت کرنے لیجا رہے تھے سنسنی پیدا ہوگئی۔ اب مقدمہ میں سب کے سب گواہ ہندو ہیں دیکھئے کیا فیصلہ ہوتا ہے ؎ خاکسار افتخار احمد

مسئلہ میراث انبیاء اور حضرت مسیح موعودؑ

اہل پیغام کی غلط فہمیوں کا ازالہ

اخبار "پیغام صلح" لاہور مجریہ ۷۔ اگست میں کسی غیر مبایع کی وراثت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ایک کھلی چٹھی شایع ہوئی تھی۔ جس کا جواب "الفضل" ۱۳ اگست بعرہ تشذرات میں دیا گیا۔ اس کے بعد ۱۹ اگست کے "پیغام" میں "مولوی اللہ دتا صاحب کے جواب پر ایک نظر" کے عنوان سے پھر اسی سوال کا اعادہ کیا گیا ہے۔ راقم مضمون نے اس "ایک نظر" میں اپنے "قانون" در اصل انسان تعصب و تنگ نظری میں پڑ کر سوائے لچریات و فضولیات کے معقول بات کر ہی کیا سکتا ہے" کا بہترین نمونہ پیش کیا ہے۔ حدیث نحن معاشر الانبیاء لانرث ولا نورث کا ہم نے جواب دیا تھا۔ مگر مضمون نگار نہایت سادگی سے فرماتے ہیں:۔

"مولوی جالندھری صاحب نے میری پیش کردہ حدیث کے علاوہ ایک اور حدیث سامنے رکھ کر یہ جواب دیا ہے۔ کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قانون اپنی ذات کے لئے ہے۔ بے شک۔ مگر سوال تو یہ ہے۔ کہ حضورؐ نے فرمایا۔ جس گروہ سے ہم ہیں۔ "گروہ" کا لفظ ہے۔ جو صرف اپنی ذات کے لئے استعمال نہیں ہوتا"۔

افسوس ہے۔ کہ ناواقفی اور کمی علم کے باعث آپ اسے "معقول بات" قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ ایک ہی حدیث ہے۔ صرف الفاظ کی کمی بیشی ہے یعنی "معاشر الانبیاء" کے الفاظ کرمانی وغیرہ کی روایت میں زائد آئے ہیں۔ ورنہ باقی حدیث وہی ہے۔ لانرث ولا نورث ما ترکنا صدقۃ۔ پس یہ ایک غلط فہمی ہے۔ جس کا ازالہ جلد سے جلد مضمون نگار کو کر لینا چاہیئے۔

رکیک استدلال

اس حقیقت کے پیش نظر تو یا ہمارے مخاطب کا اقرار موجود ہے۔ کہ بے شک "لانرث ولا نورث" کا قانون محض حضورؐ کی ذات کے لئے ہے۔ لفظ "گروہ" سے جو رکیک استدلال نامہ نگار نے کیا ہے۔ وہ احادیث نبوی پر عبور نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔ ورنہ ہر واقف احادیث جانتا ہے۔ کہ باوجود عمومیت کے پھر بھی بسا اوقات حضورؐ کا وہ قانون صرف اپنی ذات کے لئے ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر اس حدیث کو لیجئے۔ جس میں حضرت عیسیٰؑ کی عمر ایک سو بیس سال فرما کر اپنی عمر ساٹھ کے لگ بھگ بتلائی ہے۔ اس میں لکھا ہے:۔ ما من نبي الا عاش نصف الذی قبلہ۔ حالانکہ یہ قانون سب نبیوں کے لئے نہیں۔ بلکہ حضورؐ نے اپنی نسبت ہی اس کی تشریح کی ہے۔ اور یہی وجہ تھی۔ کہ صحابہ کرام جو حضورؐ کے کلام کے اولین مخاطب تھے۔ انہوں نے کبھی بھی اس حدیث لانرث ولا نورث سے سب نبیوں کے متعلق یہ قانون قرار دیا۔ بلکہ اس کو حضورؐ کی خصوصیات میں شمار کیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ کی روایت بخاری میں موجود ہے۔ اس میں بھی "یرید بذالک نفسہ" کے الفاظ موجود ہیں۔ یعنی اس قانون سے صرف حضورؐ کی اپنی ذات مراد تھی۔ علاوہ ازیں صحابہ کرام کا اجماع ہے کہ قانون صرف حضور کی اپنی ذات کے لئے تھا۔ جلیل القدر صحابہ کی موجودگی میں حضرت عمرؓ نے فرمایا:۔

"انشدکم باللہ الذی باذنہ تقوم السماء والارض هل تعلمون ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا نورث ما ترکنا صدقۃ یرید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نفسہ قال الرھط قد قال ذالک"۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت

پس اس حدیث کی بناء پر اہل پیغام کی طرف سے جو مطالبہ تھا وہ بے جا ہے۔ یہ تو صرف حضور علیہ السلام کی ایک خصوصیت ہے۔ اور ہمارے مہربان اس خصوصیت کو توڑنا چاہتے ہیں۔ علامہ عسقلانی نے اس حدیث کی شرح میں خوب فرمایا ہے:۔

"لا معارض من القرآن لقول نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام لا نورث ما ترکنا صدقۃ فیکون ذالک من خصائصہ التی اکرم بھا بل قول عمر یرید نفسہ یؤید اختصاصہ بذالک"

(فتح الباری جلد ۱۲۔ صـ)

"آنحضرت کا فرمان "لا نورث ما ترکنا صدقۃ" قرآن پاک کے معارض نہیں۔ کیونکہ یہ صرف حضورؐ کی خصوصیت ہے جس سے اللہ تعالے نے آپ کو مخصوص فرمایا۔ اور حضرت عمرؓ کا قول یرید نفسہ سے عیاں ہے کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت ہے"۔

گویا علامہ موصوف کے نزدیک اگر اس کو خصوصیت قرار نہ دیا جائے تو یہ حدیث قرآن مجید کے خلاف ہو گی۔ کیونکہ قرآن پاک سے انبیاء کی وراثت کا ثبوت ملتا ہے۔ جیسا میں نے پہلے نوٹ میں آیت وَوَرِثَ سلیمانُ داؤدَ پیش کی تھی۔

امت داؤدیہ

اس آیت کے متعلق کھلی چٹھی والے صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

"قرآن شریف میں امت داؤدیہ ہی کا وارث حضرت سلیمانؑ کو بنایا گیا۔ امت داؤدیہ کی وراثت کی بھی ایک ہی کہی۔ قرآن مجید تو حضرت سلیمانؑ کو حضرت داؤد کا وارث قرار دیتا ہے۔ مگر آپ ہیں۔ کہ امت داؤدیہ کو وراثت دے رہے ہیں"۔

نبوت ورثہ میں نہیں ملتی

یہ خیال کہ حضرت سلیمان کو حضرت داؤد سے نبوت ورثہ میں ملی تھی۔ اُو[ر] اس بناء پر نامہ نگار کا "ایک اور نکتہ" کے عنوان سے ارشاد فرمانا کہ "آنحضرت صلعم کو نبوت ورثہ میں نہ ملی تھی۔ آپ کے بعد بھی چونکہ نبوت کسی کو نہ ملنی تھی۔ اس لئے فرما دیا۔ کہ ہمارا کوئی وارث نہیں" اہل علم کے نزدیک ایک مضحکہ انگیز خیال ہے۔ نبوت ورثہ میں نہیں ملا کرتی۔ اسی لئے حضرت حسنؓ کا قول ہے۔ کہ اس وراثت سے مراد صرف مال ہے۔ "عن الحسن انہ المال لان النبوۃ عطیۃ مبتدأۃ" (تفسیر فتح البیان زیر آیت ہذا) کیونکہ نبوت ایسی چیز ہی نہیں جس میں وراثت جاری ہو سکے۔

مجھے حیرت ہے۔ کہ ایک طرف تو اہل پیغام دعا کے ذریعہ سے نبوت ملنے پر کسب اور موہبت کو لے بیٹھا کرتے ہیں۔ اور اب اس کو ایک موروثی چیز قرار دے کر اس میں وراثت کو جاری کر رہے ہیں۔ ع

"ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا"

حضرت سلیمانؑ کو ورثہ میں کیا ملا

حضرت سلیمانؑ کو علم وراثت میں ملا تھا۔ یا ملا ہو۔ اس میں کوئی نزاع نہیں۔ یہ علم تو علیٰ قدر مراتب "امت داؤدیہ" کے علماء کو ملا ہی ہوگا مگر سوال تو یہ ہے۔ کہ کیا حضرت سلیمانؑ کو ملک اور دولت ورثہ میں ملی تھی۔ اس کے لئے نامہ نگار نے ۱۱۔ ستمبر کے "پیغام صلح" میں شاہ عبدالعزیز رح صاحب کے الفاظ درج کئے ہیں۔ مگر حوالہ اور نام کتاب کو کاٹ کر نقطے ڈال دئے ہیں۔ لیکن قرآن شریف کے الفاظ خود واضح ہیں آیت یوں ہے:۔

"وورث سلیمان داؤد وقال یا ایھا الناس علمنا منطق الطیر واوتینا من کل شیء ان ھذا لھو الفضل المبین" (النمل ع۲)

حضرت سلیمانؑ داؤدؑ کے وارث ہوئے۔ اور آپ نے فرمایا۔ اے لوگو! ہم کو طیر کی زبان کا علم بخشا گیا ہے۔ اور ہر چیز دی گئی ہے۔ یہ اس کا کھلا کھلا فضل ہے۔

"من کل شیء" کے الفاظ غور کرنے کے قابل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ علامہ ابن جریر لکھتے ہیں:۔

"وورث سلیمان اباہ داؤد العلم الذی کان آتاہ اللہ فی حیاتہ والملک الذی کان خصہ بہ علی سائر قومہ فجعلہ لہ بعد ابیہ۔ (تفسیر ابن جریر جلد ۱۹ صـ۸۴)

سلیمانؑ حضرت داؤدؑ کے علم اور بادشاہت و ملک و دولت کے وارث ہوئے تھے۔ یعنی علم بھی ان کو بخشا گیا۔ اور حضرت داؤدؑ کے بعد تخت اور خزانوں کے بھی وہی وارث ہوئے"۔

امید ہے ہمارے اس مختصر بیان سے سید عبدالمجید صاحب کپورتھلہ کے اس خیال کی بھی تردید ہو جائیگی۔ کہ "یہ وراثت مالی نہیں۔ بلکہ علمی ہے"۔

قرآن کریم سے وراثت انبیاء کا ثبوت

خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ قرآن مجید سے انبیاء کی وراثت کا ثبوت ملتا ہے جیسا کہ خود سید عبدالمجید صاحب نے بھی "پیغام صلح" مجریہ ۶۔ ستمبر میں لکھا ہے:۔

"حضرت مسیح موعود کی نبوت کی بحث میں جانے کے بغیر صرف یہ دیکھنا ہے۔ کہ انبیاء میں سلسلۂ وراثت جائداد ہے۔ یا نہیں۔ میں کہتا ہوں"

کہ ہے۔ کیونکہ سورہ نسار کے پہلے۔ دوسرے۔ پانچویں اور تئیسویں رکوع میں جو آیات توریث ہیں۔ وہ سب مسلمانوں کے لئے ہیں۔ نبی بھی اس میں شامل ہیں ؎

اور جس حدیث کو ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح" نے پیش کیا ہے۔ اور اس سے اس کے خلاف استدلال کر کے اپنے خفیہ نامہ نگار کی تائید کی ہے۔ وہ بقول ان کے بخاری کی حدیث ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے:۔

"میرا بنائے استدلال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث تھی۔ جو بخاری میں ہے۔ اور مشہور ہے" (۱۱۔ ستمبر ۲۹ء)

مگر ہم اوپر خود صحیح بخاری سے حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت عمرؓ اور دیگر جلیل القدر صحابہؓ کے اقوال پیش کر چکے ہیں۔ کہ یہ قانون صرف حضورؐ کی اپنی ذات کے لئے تھا۔ اور یہ حضورؐ کی ایک خصوصیت ہے۔ پس معلوم ہوا۔ کہ "بنار استدلال" سے سراسر غلط اور خلاف منشار متکلم و اجماع صحابہ استدلال کیا جا رہا ہے۔ لہٰذا باطل ہے۔ فاضل مدیر "پیغام" پر واضح ہونا چاہیئے۔ کہ توریث انبیار کے متعلق صحابہ کرام کا اگر کوئی اجماع ہے۔ تو وہ صرف یہ ہے۔ کہ حضور علیہ السلام کی خصوصیت ہے کہ آپ کی وراثت نہ ہوگی۔ نہ یہ کہ کسی نبی کی وراثت نہیں ہو سکتی ؎

پھر کیا ہمارے پیغامی دوست اتنی سی موٹی بات نہیں سمجھ سکتے۔ کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قرآن مجید کی اتباع اور شریعت اسلامیہ کی پیروی میں نبی مانتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ حضورؑ کے سب حالات شریعت کے ماتحت ہوں۔ قرآن مجید نے جو احکام میراث ذکر فرمائے ہیں۔ ان کے ماتحت آپ کی "ملکیت" اور "جائداد" تقسیم ہونی چاہیئے ؎

ہاں اگر اس جگہ لا نورث والی حدیث پڑھی جائے۔ تو اول تو قرآن مجید کے بالمقابل حدیث معارض کیا حیثیت رکھتی ہے۔ دوم خود اس حدیث میں لکھا ہے۔ کہ یہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت ہے۔ لیکن میں کہتا ہوں۔ اگر یہ صراحت نہ بھی ہوتی۔ تو بھی حدیث ناسخ قرآن نہیں بن سکتی۔ ہاں مخصص ہو سکتی ہے۔ اسی بنار پر علامہ ابن الباقلانی فرماتے ہیں:۔

"ولو سُلّم دخوله (صلعم في عموم يوصيكم الله) ليجب تخصيصه لصحة الخبر وخبر الاحاد يخصص وان كان لا ينسخ فكيف بالخبر اذا جاء مثل مجئ هذا الخبر وهو لا نورث" (فتح الباری جلد ۶ ۔ صفحہ ۱۳۶)

کہ اس حدیث کی بنار پر زیادہ سے زیادہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک خصوصیت قرار دی جا سکتی ہے۔ و بس۔ پس اہل پیغام کا ایک مختص قانون کو "امتی نبی" پر چسپان کرنا یقیناً بے جا اور بے محل ہے ؎

غلط فہمی کی وجہ

دراصل یہ سب غلط فہمی اس وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ کہ انبیار کی جائداد پر غور نہیں کیا گیا۔ اور ان کی شخصی اور رتبی جائداد کو ایک ہی شق میں سمجھا گیا۔ شیعہ لوگوں نے نبی کے ہاتھ کی ہر جائداد کو اس کی شخصی ملکیت قرار دیا۔ اور سب نبیوں میں بلا استثنار میراث کو جاری مانا۔ اور حضرت ابو بکرؓ کو باغ فدک نہ دینے کے باعث "ظالم و غاصب" قرار دیا۔ نعوذ باللہ۔ بعض دوسرے لوگوں نے ان کی شخصی جائداد سے انکار کر کے ان کی وراثت کا مطلقاً انکار کر دیا۔ مگر سچ یہ ہے۔ کہ ان کی ذاتی اور شخصی ملکیت میں وراثت ہوتی ہے اور ان املاک میں جو بحیثیت نبوت ان کے سپرد کئے جاتے ہیں۔ جسمانی اقربار کے لئے وراثت نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ بحیثیت صدقہ سب قوم کی مشترکہ جائداد ہوتی ہے۔ ہمارے سید و مولیٰ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فقرار و مساکین کے نسبت حد ہمدرد اور سخی تھے۔ اس لئے آپ نے ذاتی مال کو جمع ہی نہیں ہونے دیا۔ اور یوں بھی آپؐ کی دعا تھی۔ اللھم اجعل رزق آل محمد قوتاً۔ ہمیں صرف روز کی روٹی ملے۔ لہٰذا وفات کے قریب حضورؐ کی کوئی ذاتی اور شخصی ملکیت نہ تھی۔ جو اموال یا جائدادیں آپؐ کے پاس تھیں۔ وہ سب کی سب خواہ فدک ہو یا اور کوئی بموجب آیات سورہ حشر ع قومی جائداد تھی۔ حضور علیہ السلام نے بعد کے جھگڑوں کے خوف سے اپنی حیات میں ہی صراحت کر دی۔ ما ترکنا صدقۃ۔ کہ میرے بعد سب املاک بطور صدقہ استعمال کئے جائیں گے۔ یعنی کسی شخص کی ذاتی ملک نہ ہونگے۔ یہی وجہ تھی۔ کہ خلفار نے ان املاک کو بطور وراثت تقسیم نہ فرمایا۔ بلکہ بیت المال کے ماتحت رکھا ؎

حضرت مسیح موعودؑ کی جائداد

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جائداد پر ایک نظر ڈالنے سے معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ آپ کی جائداد شخصی بھی تھی۔ اور رتبی بھی۔ رتبی جائداد یعنی وہ اموال جو حضورؑ کو بعد دعوئے مسیحیت و مہدویت اشاعت اسلام وغیرہ کے لئے سپرد کئے گئے تھے۔ آپ کی ذاتی ملکیت نہ تھی۔ اس لئے وہ بیت المال کے سپرد ہوئے۔ اور ان میں وراثت ممتنع اور محال ہے۔ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے:۔

"میں یہ نہیں چاہتا۔ کہ تم سے کوئی مال لوں۔ اور اپنے قبضہ میں کر لوں۔ بلکہ تم اشاعت دین کے لئے ایک انجمن کے حوالہ اپنا مال کرو گے۔ اور بہشتی زندگی پاؤ گے" (الوصیت صفحہ ۲۸)

ہاں جو حضورؑ کی اپنی ملکیت یا شخصی جائداد تھی۔ اس میں وراثت جاری ہوئی۔ اور بموجب اصول مندرجہ بالا کے ضرور جاری ہونی چاہیئے تھی۔ شخصی جائداد کا ثبوت حضورؑ کے متعدد حوالجات سے مل سکتا ہے مثلاً لکھا ہے:۔

"میں نے اپنی ملکیت کی زمین جو ہمارے باغ کے قریب ہے جس کی قیمت ایک ہزار سے کم نہیں۔ اس کام کے لئے تجویز کی" (الوصیت صفحہ ۱۷)

یہ بات تو فریق ثانی کو بھی مسلم ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"فاضل مدیر (ایڈیٹر صاحب الفضل) نے حضرت مسیح موعودؑ کا حوالہ پیش کیا ہے۔ جس سے صرف یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ اپنی جائداد کو اپنی ملکیت سمجھتے تھے" (پیغام ۱۱۔ ستمبر)

عقلاً عدم توریث باطل ہے

مجھے یقین ہے۔ کہ اگر اس حقیقت کو محفوظ رکھا جائے۔ تو کوئی اعتراض پیدا نہیں ہو سکتا۔ یعنی شخصی جائداد میں سلسلۂ توریث ہو۔ اور قومی جائداد بطور صدقہ رہے۔ ورنہ یہ امر بھی قابل غور ہوگا۔ کہ انبیار کی اولاد نے کونسا ایسا گناہ کیا ہوتا ہے۔ کہ سارے لوگوں کی تو اولاد ان کی وارث ہو۔ مگر نبیوں کی اولاد اس عام حق سے محروم رہے۔ پس عقلاً بھی عدم توریث کا نظریہ بغیر مندرجہ بالا توجیہ کے بالبداہت باطل ہے ؎

بئس القرین کی تشریح

بالآخر میں جناب سید عبد المجید صاحب جج کے اس نوٹ کے متعلق بھی کچھ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ جو موصوف نے "منافرت انگیز طریق تحریر" کے عنوان سے "پیغام صلح" (۲۰۔ ستمبر) میں شائع فرمایا ہے۔ آپ نے بحیثیت "ماہر نفسیات" صرف "بئس القرین" کی توضیح و تشریح کے لئے دو کالم بھر دئے ہیں۔ حالانکہ حقیقت صرف اس قدر ہے۔ کہ "پیغام صلح" نے ایک گمنام شخص کو قادیانی احمدی قرار دیکر اس کی کھلی چٹھی شائع کی۔ اب ظاہر ہے۔ اگر وہ سچ مچ قادیان سے تعلق رکھتا ہے۔ تو اس نے منافقت سے کام لیا۔ اور اگر وہ "قادیانی" نہیں۔ جیسا کہ اب تک ہمیں یقین ہے۔ تو اس نے اور ایڈیٹر نے کذب بیانی سے کام لیا۔ ہر دو صورتوں میں وہ مدیر پیغام کے لئے بُرا ساتھی (بئس القرین) ہے۔ سید صاحب جو چاہیں مجھے کہہ لیں۔ اور دل کا غصہ نکال لیں۔ مگر میں اس بات کو سمجھنے سے قاصر ہوں۔ کہ منافق یا کاذب کی حمایت میں آپ نے کیوں اس قدر زحمت گوارا کی۔ حالانکہ ارشاد باری نہایت واضح ہے۔ ولا تکن للخائنین خصیما۔ ہمارا تو صاف جواب ہے۔ کہ منافقوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار۔ اور کاذبوں کے متعلق لعنۃ اللہ علی الکاذبین مشہور آیت ہے۔ پس میں نے اگر گمنام نامہ نگار "پیغام" کو "بئس القرین" قرار دیا تھا۔ تو باوجہ تھا۔ اور برمحل تھا۔ ہاں جناب سید صاحب نے ناصح مشفق کی حیثیت میں خود مجھے جن شیریں الفاظ سے مخاطب کیا ہے۔ ان کا شکریہ ؎

تعجب ہے۔ سید صاحب موصوف کو کبھی پیغام کی بیہودہ گوئیوں اور بیہودہ سرائیوں کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت محسوس نہ ہوئی۔ لیکن جب ہماری طرف سے "پیغام" کو جواب دیا جائے۔ تو سید صاحب ثالث کی حیثیت اختیار کر کے سامنے آ جاتے ہیں۔ اور پھر کچھ ادھر کی کچھ ادھر کی کہہ کر سمجھتے ہیں۔ کہ انہوں نے اپنا فرض ادا کر دیا ؎

خاکسار اللہ دتا۔ جالندھری۔ قادیان

پنجاب پراونشل طبی کانفرنس کی کارگذاری

پنجاب طبی کانفرنس اپنے مقاصد کی تکمیل میں نہ صرف دیسی طب کو دوبارہ فروغ دینے اور مروج کرنے میں کامیاب ہو رہی ہے۔ بلکہ ملک کی اس لحاظ سے بہترین خدمت کر رہی ہے کہ اس کے ذریعہ لوگ انگریزی ادویہ کی نسبت دیسی ادویہ کو زیادہ استعمال کر کے بہت زیادہ بچت کر رہے ہیں۔ اور اس طرح ایک کسان سے لیکر امیر تاجر تک اس سے فائدہ اٹھا رہا ہے۔ کانفرنس نے تین سال میں تنظیم کا کام کیا۔ ۲۰۰ کے قریب ماتحت کمیٹیاں بنائیں۔ اور اس طرح تقریباً ۵ ہزار کے قریب اطبار کو ایک مرکز پر لایا گیا۔ ڈسٹرکٹ بورڈوں اور میونسپل کمیٹیوں میں ۱۰۰ کے قریب طبیب ملازم رکھوائے۔ لاہور میونسپلٹی کو دیسی شفاخانے کھولنے پر طیار کیا۔ دیسی طب کو دوبارہ فوقیت دینے کے لئے کئی جلسے کئے۔ ممبران کونسل کو دیسی طب کی حمایت پر تیار کیا گیا۔ کونسل میں متعدد ریزولیوشن اور سوالات کرائے۔ گورنمنٹ کے اعتراضات کا باقاعدہ اور مدلل جواب شائع کیا۔ ۸۰ صفحات کی ایک کتاب ہزارہا کی تعداد میں شائع کر کے ملک میں تقسیم کی۔ سول ملٹری گزٹ کے حملے کو رد کیا۔ ملک کو دیسی علاج کے لئے تیار کیا گیا۔ اور دیسی علاج کے معالجوں کو قابلیت اور اہلیت میں ترقی دینے کے لئے وسائل اختیار کئے۔ نئے سکول کھولے۔ اور موجودہ سکولوں کو کامیاب بنایا۔ اور موجودہ کالجوں میں تعلیم و تربیت کا انتظام زیادہ اچھا کیا گیا۔ (واقف حال)

اَلنِّکَاحُ سُنَّتِی

میرے اپنے اور بعض میرے عزیز رشتہ داروں میں چند لڑکے اور لڑکیوں کے لئے رشتوں کی ضرورت ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بچے اور بچیاں سب ضروری تعلیم و تربیت سے آراستہ ہیں۔ رشتے قابل نوجوان نیک اور آسودہ حال مناسب ہیں۔

یہ بالکل واضح رہے۔ کہ ہمارے ہاں بیاہ شادیوں میں مروجہ خلاف شریعت رسم و رواج کا کوئی دخل نہیں۔ صرف اللہ اور اس کے رسول کی اتباع کے ماتحت شرفائے ملت کے اصول مدنظر رکھے جاتے ہیں۔

پس ایسے بھائی جن کے ہاں یا جن کے علم میں ایسے رشتے ہوں۔ وہ براہ راست مجھ سے بالواسطہ یا بلاواسطہ خط و کتابت فرما سکتے ہیں۔

اس بارے میں سعی فرمانے والے بھائی ضرور میرے شکریہ کے مستحق ہونگے۔

خاکسار

حکیم محمد حسین قریشی۔ قریشی بلڈنگز محلہ حویلی کابلی مل لاہور

قادیان کی منڈی میں تجارت کا عمدہ موقعہ

اطلاع عام کیلئے شائع کیا جاتا ہے۔ کہ گذشتہ ماہ اپریل سے قادیان میں منڈی کی تعمیر کا کام شروع ہو چکا ہے۔ اس وقت چھ عدد دکانات مکمل ہو چکی ہیں۔ اور دو زیر تعمیر ہیں۔ اور باقی دکانات بھی جلد تعمیر ہونے والی ہیں۔ گذشتہ ماہ مئی سے غلہ کی آڑہت کا کام بھی منڈی میں شروع ہے۔ اور حال میں دو دکانیں تھوک فروشی کی بھی کھولی گئی ہیں۔ یہ منڈی قادیان ریلوے سٹیشن یارڈ کے ساتھ بالکل ملحق ہے۔ اور تجارت کے لحاظ سے بہت باموقعہ ہے۔ علاقہ کے لحاظ سے قصبہ قادیان مشہور علاقہ ریاڑکی کا قدرتی مرکز ہے۔ جو گندم۔ ماش۔ مونگی۔ گڑ اور تل وغیرہ کی پیداوار کے لئے خاص شہرت رکھتا ہے۔ چنانچہ جب تک قادیان کی ریل نہیں بنی تھی۔ بٹالہ کی منڈی بیشتر طور پر اسی علاقہ کی پیداوار پر چلتی تھی۔ پس قادیان میں آڑہت اور علاقہ کی اجناس کے کاروبار کا عمدہ موقعہ ہے۔

علاوہ ازیں بوجہ اس کے کہ قادیان ایک بڑا ترقی کرنے والا قصبہ ہے۔ اور کئی کئی میل تک اردگرد کے دیہات قادیان کے بازار سے اپنی ضروریات کی چیزیں خریدتے ہیں۔ یہاں تھوک فروشی کا کام بھی اچھا چل سکتا ہے۔ اور خصوصیت کے ساتھ کھانڈ۔ گھی۔ چاول۔ نمک۔ مصالحے۔ بزازی وغیرہ کے کاروبار کے لئے اچھی گنجائش ہے۔ جو اصحاب تجارت پیشہ ہوں۔ یا تجارت کے پیشہ کو اختیار کرنا چاہتے ہیں۔ وہ اس موقعہ سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ باہر سے آکر کام شروع کرنے والوں کو ہر قسم کی اخلاقی امداد دی جائے گی۔

(صاحبزادہ) مرزا بشیر احمد (ایم۔ اے) قادیان دارالامان

عورت سے بچے ہوئے

صاحبان آپ نے اخبار الفضل میں "عرق نور" کی بابت اشتہار دیکھا ہوگا۔ امراض جگر جس کے باعث انسان کمزور چلنے پھرنے سے لاچار۔ ذرا سے کام سے دم چڑھ جانا۔ کمی خون۔ کمزوری عام۔ بدن سفید یا یرقان کی علامتیں ظاہر ہونا۔ اشتہا کم۔ قبض وغیرہ کی شکایت۔ ان کے لئے "عرق نور" اکسیر ہے۔ اور امراض جگر کیلئے تریاق۔ موسمی بخار کے ایام سے پہلے اس کا استعمال کیا جائے۔ تو بخار نہیں ہوتا۔ مصفٰے خون اعلیٰ درجہ کا ہونے کی وجہ سے جیسے کہ مریض کے لئے مفید ہے۔ ویسے ہی تندرست کے لئے مفید ہے جس قدر عرق پیا جائے اسی قدر خون صالح پیدا ہو کر چہرہ چمکتا ہے۔ بیرونجات میں خشک دوائی روانہ کی جاتی ہے۔ پرچہ ترکیب استعمال ساتھ بھیجا جاتا ہے۔ قیمت ایک بوتل وزنی گیارہ چھٹانک ایک روپیہ (عہ)

بانجھ پن اور اٹھرا کے لئے "عرق نور" مجرب المجرب ہے۔ اس کے استعمال سے ماہوار خرابی اور قلت خون۔ درد وغیرہ دور ہو کر بچہ دانی قابل تولید ہو کر مراد حاصل ہوتی ہے۔ اگر آپ علاج کرا کر مایوس یا بدظن ہو گئے ہیں۔ تو آپ اس طرح کریں۔ کہ ایک اقرار نامہ پختہ کاغذ پر مصدقہ گواہان تحریر کریں۔ کہ ہم "بعد عرق نور" کو مبلغ ۸۰ اسی روپیہ بعد حصول اولاد ادا کرینگے۔ صرف خرچ ڈاک آپ کو دینا پڑیگا۔ نقد قیمت ۸ ہم خود لے کر دوائی بعد شناخت قیمت للعہ روپے۔

ڈاکٹر نور بخش احمدی گورنمنٹ پنشنر انڈیا

(نمائندہ افریقہ) قادیان۔ پنجاب

ایک نادر موقعہ

ایک قطعہ اراضی دارالعلوم میں جامعہ احمدیہ کے پیچھے واقعہ ہے۔ اس میں سے ۲ ½ کنال اراضی برائے فروخت ابھی باقی ہے۔ ہائی سکول۔ و مسجد کے بالکل قریب ہے۔ باغ انجمن کا سیر کیلئے ساتھ ہی ملا ہوا ہے۔ انجمن کی سڑک استعمال کرنیکی منظوری ہو چکی ہے قیمت فی مرلہ ۲۵ عشہ پرانی آبادی میں اس قسم کا نادر موقعہ میسر آنا مشکل ہے۔

خاکسار

محمد عبداللہ خان آف مالیر کوٹلہ۔ قادیان

سیاست کا خاص نادر خان نمبر

یکم نومبر کو بڑی آب و تاب سے شائع ہوگا

متعدد مقامات سے بالعموم اور خاص پشاور سے بالخصوص سیاست کے معزز کرم فرماؤں اور بہی خواہوں نے مطالبہ اور باصرار مطالبہ کیا ہے۔ کہ ہم سیاست کا "نادر خان نمبر" نکالیں۔ لہذا اعلان کیا جاتا ہے کہ یکم نومبر ۱۹۲۹ء کو سیاست کا نادر خان نمبر جلالت الملک شاہ نادر خان کی بے نظیر و بے عدیل نصرت کی یاد میں شائع ہوگا جس میں نہایت پُر لطف کارٹون اور نہایت ہی دلچسپ نظمیں ہونگی۔ آرٹ پیپر پر عکسی تصاویر شائع کی جائینگی۔ اور ملک کے بہترین اہل قلم حضرات کے دلکش مضامین ہونگے۔ اس نمبر کی قیمت ۴ ہوگی۔ اصل خرچ وضع کر کے باقی رقم جلالت الملک نادر خان کی خدمت میں روانہ کر دی جائیگی۔ مشتہرین ہمارے حضرات جلد جگہ مختص کرالیں۔ ورنہ مایوسی ہوگی۔ اہل قلم حضرات ۲۰ اکتوبر سے پہلے مضمون اور نظمیں روانہ کر دیں۔ ورنہ عدم اندراج کی شکایات معاف۔ اور ایجنٹ صاحبان نوٹ کر لیں۔ کہ ۲۰ اکتوبر کے بعد مطلوبہ تعداد میں اضافہ نہ ہوگا۔ المشتہر۔ سید عنایت شاہ مہتمم اعلیٰ روزنامہ

سیاست لاہور

تریاق معدہ وجگر

ہمارا تیار کردہ تریاق بفضلہ مندرجہ ذیل عوارضات کے لئے لاثانی دوا ہے۔ کوئی یونانی و ڈاکٹری مرکب جملہ فوائد میں اسکا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اکثر اشخاص ضعف معدہ، ضعف جگر، دل کی دھڑکن، سر درد بوجہ کمی خون، علم طحال، جلن ہاتھ پاؤں، زردی بدن، جلن سینہ، کمی خون، قبض دائمی۔ ان عوارضات کے باعث اکثر مریض زندہ درگور نظر آتے ہیں۔ موسم سرما میں قدر آرام معلوم ہوتا ہے۔ جہاں گرمی کا موسم آیا مندرجہ بالا عوارضات آ دباتے ہیں۔ کوئی دن اور کوئی رات چین سے بسر کرنا نصیب نہیں ہوتی۔ صرف ایک ہفتہ کے قلیل عرصہ میں آثار صحت شروع ہو جاتے ہیں۔ دو تین ہفتہ کے لگاتار استعمال سے زردی ولاغری دور ہو کر بدن چست و چالاک سرخ مثل انار ہو جاتا ہے۔

تریاق معدہ وجگر۔ سفوف کی شکل میں خوشبودار لذیذ شیریں مفرح۔ ہیک یا بدبو سے پاک۔ بچوں، بوڑھوں، عورتوں، مردوں کے لئے یکساں مفید ہے۔ جس قدر دودھ گھی چاہو ہضم کر سکتے ہو۔ تندرست اشخاص جو کمی خون محسوس کرتے ہیں۔ وہ بھی اسے استعمال کر کے کافی خون پیدا کر سکتے ہیں۔ قیمت فی چھٹانک تین روپے آٹھ آنے علاوہ محصولڈاک خوراک ۲ ماشہ۔ ہمراہ دودھ صبح و شام مفصل پرچہ ترکیب ہمراہ۔ وی۔ پی۔ ارسال ہوگا۔

حکیم محمد شریف احمدی موضع عمروالا براستہ بٹالہ ضلع گورداسپور

ربڑ کی مہریں

ہمارے کارخانہ میں ہر زبان مثلاً انگریزی۔ اردو۔ ہندی۔ گورمکھی۔ عربی بیگز وغیرہ ربڑ کی اور لاکھ پر لگانیوالی پیتل کی مہریں۔ سونے چاندی کے تمغے، پیر اسپین بورڈ، پیتل کرسٹیل کے ڈائی امبوسنگ ڈائی امبوسنگ مشین کاپر پلیٹ پکچر کی بلاک پیڈ، خود بخود سیاہی دینے والے ربڑ کی مہروں کا مکمل سامان نمبر و تاریں لگانیوالی مہریں۔ چھاپہ خانہ ہر سائز پیپر اسیوں کے واسطے کندھوں کے نمبر، لکڑی کے بلاک مہریں رکھنے کے واسطے سٹینڈ بار، مہر والا مکمل سٹ وغیرہ وغیرہ۔ غرضکہ ہر قسم کا انگریونگ کا کام کروانا چاہیں تو مینیجر دی لاہور انگریونگ کمپنی اندرون لوہاری گیٹ لاہور سے خط و کتابت کریں۔ یا خود تشریف لادیں۔ ارزاں دام پر اچھا مال دیا جاتا ہے۔

بعدالت جناب میاں غلام مرتضیٰ صاحب نائب تحصیلدار اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوم لائلپور

بمقدمہ دیوا سنگھ ولد گورمکھ سنگھ ذات جٹ ساکن چک ۲۷۲ جھنگ برانچ تحصیل لائلپور سائل۔

بنام

بسنت سنگھ ولد بھاگ سنگھ ذات جٹ سکنہ نمبردار چک ۲۷۱ جھنگ برانچ تحصیل لائلپور فریق ثانی

درخواست تقسیم اراضی مربعہ ۳۲/۵۲ کیلہ جات نمبر ۱ تا ۲۵

رقبہ تعدادی ۱۸ کنال ۱۸ مرلہ واقعہ چک ۲۳۱ جھنگ برانچ تحصیل لائلپور

اشتہار

مقدمہ مندرجہ بالا میں مدعا علیہ باوجود اطلاع نامہ جاری کرنے کے حاضر عدالت نہیں ہوا۔ لہٰذا بذریعہ اشتہار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے۔ کہ مدعا علیہ بسنت سنگھ مذکور بتاریخ ۷/۱۱/۲۹ حاضر عدالت ہو کر وجہ ظاہر کرے۔ کہ کیوں تقسیم نہ کی جاوے۔ اگر تاریخ مقررہ پر حاضر عدالت نہ ہوگا تو کارروائی یک طرفہ عمل میں لائی جاوے گی۔ اور کوئی عذر سماعت نہیں ہوگا۔

دستخط

جناب نائب تحصیلدار صاحب اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوم لائلپور۔ آج مورخہ ۲۲/۱۰/۲۹ کو بثبت ہمارے دستخط اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

بواسیر کی مرض جڑ سے کٹ گئی

ناظرین اس دوائی کے اشتہار کو ہم اس سال کے پرچہ خاص سالانہ نمبر میں بھی نکلوا چکے ہیں۔ اور جن صاحبان نے اس دوائی کو ہم سے منگا کر استعمال کیا ہے۔ امید ہے۔ بیماری جڑ سے کٹ گئی ہوگی۔ اور انکو تازہ عمر بھر کیلئے پہنچ گیا ہوگا۔ آپ کو معلوم ہو یہ دوائی ایک سنیاسی کا بخشا ہوا نسخہ ہے۔ جو دوائی کہ ہزارہا کو اچھا کر چکی ہے۔ بواسیر کیسی ہی پرانی ہو۔ بادی خونی ہو یا بادی صرف سات روز اس دوائی کے استعمال سے عمر بھر کے لئے جڑ سے اکھڑ جاتی ہے۔ اور پرہیز بھی کوئی خاص نہیں۔ قیمت صرف سات یوم کے استعمال کے واسطے ایک روپیہ بارہ آنے (عہ)

مشتہر شیخ وزیر معرفت شیخ محمد الدین محلہ شنجال بازار چوہٹہ موری۔ اندرون شاہ عالمی دروازہ لاہور

کس سوچ میں پڑے ہو!

سردی کے دن آ گئے!

یہی بہتر دن ہیں جب کہ طاقت بڑھانے کے واسطے ادویات استعمال کی جا سکتی ہیں اسوقت تک بچے رہے تو مینیجر امرت دھارا کے نام ایک خط لکھ کر رسالہ امراض مخصوصہ مردان اور قواعد علاج جلدی طلب کر و اور اپنے آپ کو مضبوط بناؤ تاکہ سردی کا کچھ اثر نہ ہو سکے!!!

المشتہر مینیجر کارخانہ امرت دھارا ۵۱ لاہور

لاہور میں عینکوں کی بہت بڑی دوکان

ہمارے ہاں ہر ایک قسم کی عینکیں بنائی جاتی ہیں۔ عینک لگانے سے بینائی قائم رہتی ہے۔ یہاں بہتر تشریف لائیں آپکو بہت بڑے فائدے پہنچینگے۔ بغیر فیس کے آنکھ کا معائنہ کر کے عمدہ مضبوط بالکل فٹ اور بارعایت اور عمدہ عینک ارزاں قیمت پر عینک دیں گے۔ دیگر دھوپ اور آندھی کے بچاؤ کیلئے ٹھنڈے اور اصلی پتھر کے چشمے ہم سے منگائیں۔ صاحبان ہمارے ہاں سے ایک دفعہ چشمہ خرید چکے ہیں۔ وہ ہماری محنت کی قدر اچھی طرح جانتے ہیں۔

پہلا قطعہ زمین ۵ کنال فروخت ہو گیا

اب قادیان ریلوے پلیٹ فارم سے محض سٹیشن کی عمارت سے قریباً ۱۲۰ کرم کے فاصلہ پر ایک اور ٹکڑا زمین کا ۸۔ ۹ کنال کا ہوگا۔ وہ فروخت ہوتا ہے۔ قیمت فی کنال ۱۸۰ روپیہ۔ اور تمام زمین یکمشت لو۔ تو ۱۷۰ روپے فی کنال۔

ح معرفت مینیجر الفضل قادیان

الٰہی بخش کمپنی سوداگران اسلحہ لاہور

سے عمدہ عمدہ بندوقیں۔ رائفلیں۔ ریوالور پستول و کارتوس نہایت سستی قیمتوں پر طلب فرمائیے اسلحہ پر معقول کمیشن۔ لسٹ مفت طلب فرمائیے۔

الٰہی بخش کمپنی سوداگران اسلحہ مال روڈ لاہور

ہندوستان کی خبریں

نئی دہلی۔ ۲۷؍ اکتوبر۔ اطلاع ملی ہے۔ کہ سردار ہاشم خان آج کوئٹہ سے براستہ چمن قندھار روانہ ہوگئے ہیں۔

نئی دہلی ۲۵۔ اکتوبر۔ دہلی اور اجمیر کے درمیان تجارتی ہوائی جہازوں کی پرواز کا سلسلہ شروع ہوگیا ہے۔ پہلا طیارہ اتوار کی صبح کے ساڑھے چھ بجے نئی دہلی کے ہوائی مرکز سے معروف پرواز ہوا۔ اور دو گھنٹے اور پچاس منٹ کی پرواز کے بعد اجمیر کے سوکا نجر کی پولو گراؤنڈ میں اترا۔ تین ہزار تماشائیوں کا مجمع خیر مقدم کے لئے موجود تھا۔ واپسی میں صرف اڑھائی گھنٹے صرف ہوئے۔ پٹرول کے پندرہ گیلن خرچ ہوئے۔ طیارے کے ٹینک میں ۹۰ گیلن پٹرول رہ سکتا ہے۔ تیز سے تیز ریل گاڑی دہلی سے اجمیر ۱۳ گھنٹے میں پہونچتی ہے۔

دہلی ۲۷۔ اکتوبر۔ جمیعت علمائے ہند کی مجلس مرکزیہ کا اجلاس مفتی محمد کفایت اللہ کے زیر صدارت ہوا۔ مختلف صوبوں کے ۴۹۔ ارکان موجود تھے۔ ایک قرارداد کی رو سے مطالبہ کیا گیا۔ کہ اعلان بالفور واپس لیا جائے۔ اور فلسطین میں برطانی حکم برداری کا خاتمہ کیا جائے۔

گزٹ آف انڈیا میں اس امر کا اعلان ہوا ہے کہ لارڈ ارون نے انگلستان سے واپس آکر وائسرائے اور گورنر جنرل ہند کے عہدہ کا چارج لے لیا ہے۔

امرت سر ۲۵؍ اکتوبر۔ امرت سر ڈسٹرکٹ بورڈ کا جنرل اجلاس ۲۴؍ اکتوبر کو ہوا۔ مسٹر ڈبلیو۔ جی برڈ فورڈ صدر تھے۔ ۸۰ گاؤں میں لازمی پرائمری تعلیم جاری کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

لاہور ۲۶۔ اکتوبر۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ جیل تحقیقاتی کمیٹی نے اپنی تحقیقات ختم کر لی ہے۔ اور حکومت کو اپنی سفارشات کے متعلق ایک رپورٹ پیش کی ہے۔ عنقریب حکومت کی طرف سے اس کے متعلق اعلان نکالے جانے کی توقع ہے۔

دہلی۔ ۲۷۔ اکتوبر۔ حاجی عبدالغفور جنرل مرچنٹ چاندنی چوک دہلی نے مولانا محمد علی صاحب کے خلاف دیوانی دعوے بابت کرایہ مکان دائر کیا ہے۔ آج مولانا محمد علی صاحب نے ایک تحریری بیان بطور جواب دعوے عدالت کے روبرو پیش کیا۔ عدالت نے کہا۔ کہ اس پر اسٹامپ لگا کر داخل کیا جائے۔ عدالت نے ۳۰۔ اکتوبر تاریخ مقرر کر دی۔ اس روز جواب دعوے یا تحریری بیان پیش ہوگا۔

کلکتہ ۲۸؍ اکتوبر۔ ۱۲ لڑکے آتشبازی تیار کرتے ہوئے بری طرح جل گئے۔ ان کو ہسپتال میں داخل کیا گیا۔

لاہور۔ ۲۶۔ اکتوبر۔ گورنر پنجاب نے آج شام کو مزدور کمیشن کے اعزاز میں ایک عظیم الشان گارڈن پارٹی دی۔

لاہور ۲۷۔ اکتوبر۔ مورخہ ۲۴؍ اکتوبر کو سلطانی گواہ نے پنجاب نیشنل بنک پر ڈاکہ ڈالنے کا مشورہ اور اس کے ناکام رہنے کے سب واقعات بالتفصیل بیان کر دئے۔ اور ۲۷؍ اکتوبر کو اس نے قتل سانڈرس کے واقعات بیان کئے۔ گزشتہ بیان میں اس نے

دوجگہ پستول شناخت کرتے ہوئے کہا۔ کہ یہ وہ پستول ہے جس سے مسٹر ایم نے سانڈرس کو قتل کیا تھا۔ اور دوسرا وہ ہے جس سے بھگت سنگھ نے سانڈرس پر فائر کئے تھے۔

نیو دہلی ۲۵۔ اکتوبر۔ سردار محمد عمر خان جو سابق شاہ امان اللہ خان کی طرف سے دہلی اور شملہ میں قونصل جنرل کے عہدہ پر مامور تھے۔ جرنیل نادر خان کی طرف سے پھر اسی عہدے پر مامور کئے گئے ہیں۔ سردار محمد عمر خان نے جو اس سے پہلے جنتر منتر پر قیام پذیر تھے۔ اب اورنگ زیب روڈ نیو دہلی میں ایک مکان لے لیا ہے۔

لاہور ۲۵۔ اکتوبر۔ کل شام لاہور میونسپلٹی کا اجلاس زیر صدارت خان بہادر ملک محمد دین صاحب منعقد ہوا۔ آنریبل ملک فیروز خاں نون نے مسٹر داس کی موت پر اظہار افسوس کیا۔ اور ایک منٹ تک ممبر خاموش رہے۔ فیصلہ کیا گیا۔ کہ عام انتخابات فروری ۱۹۳۱ء میں ہوں۔ نیز کمیٹی نے گورنمنٹ سے متفقہ طور پر سفارش کی۔ کہ وہ لالہ لاجپت رائے کا بت نصب کرنے کے لئے مال روڈ یا گول باغ میں جگہ دے۔ اور اگر یہاں نہ دے سکے۔ تو کوئی اور خوشنما جگہ دے۔

لاہور ۲۲؍ اکتوبر۔ معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ سر جارج اینڈرسن ڈائرکٹر محکمہ تعلیم اپنے عہدہ سے مستعفی ہوگئے ہیں جس کی وجہ وزیر تعلیم سے ناموافقت ہے۔

لاہور۔ ۲۵۔ اکتوبر۔ لیبر کمیشن کے سامنے آج نارتھ ویسٹرن ریلوے اور ریلوے یونینوں کے نمائندوں کی شہادت ہوئی۔ این۔ ڈبلیو۔ ریلوے یونین کے نمائندوں نے تنخواہ و ترقی اور رہائشی و طبی سہولت میں نسلی امتیاز اور مزدوروں کی قلیل تنخواہ کے متعلق شکایت کی۔ اور کہا۔ کہ ایسا قانون بننا چاہیئے۔ جس سے ساہوکار ریلوے ملازمان کی تنخواہ میں سے دس فیصدی سے زیادہ رقم قرقی نہ کرا سکیں۔

بمبئی ۲۵۔ اکتوبر۔ آج خوجہ برادری کے ایک رکن نے پریذیڈنسی مجسٹریٹ بمبئی کی عدالت میں نیجر ٹائمز آف انڈیا اور ایڈیٹر ایوننگ نیوز کے خلاف زیر دفعہ ۲۹۸ تعزیرات ہند کسی رسٹورنٹ میں شراب کی بوتل اور گلاس سامنے رکھے ہوئے اور اپنی محبوبہ کے ساتھ بیٹھے سر آغا خان کا فوٹو شائع کرنے کے الزام میں مقدمہ دائر کر دیا۔ مستغیث نے کہا۔ کہ سر آغا خان خوجوں کے مذہبی پیشوا ہیں۔ اور اس قسم کے فوٹو سے خوجوں کے مذہبی احساسات کو ٹھیس پہونچی ہے۔ عدالت نے نوٹس جاری کرنے کا حکم دیدیا۔

کانپور ۲۳۔ اکتوبر۔ یقینی طور پر معلوم ہوگیا ہے۔ کہ پنڈت جواہر لال نہرو کے تار اور آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے فیصلہ کے مطابق مقدمہ سازش کاکوری کے قیدیوں نے بھوک ہڑتال معطل کر دی ہے۔

بمبئی ۲۴؍ اکتوبر۔ مسز بسنٹ آل پارٹیز کانفرنس کا اجلاس بار دگر طلب کرنے کی موزونیت پر بمبئی میں لیڈروں سے مشورہ کرنے میں مصروف ہیں۔

لاہور ۲۱؍ اکتوبر۔ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ پنڈت سری کرشن سپیشل مجسٹریٹ مقدمہ سازش لاہور کی عدالت آئندہ ہفتہ سے دیوالی کی وجہ سے چار دن کے لئے بند رہے گی۔

ممالک غیر کی خبریں

یروشلم ۲۵؍ اکتوبر۔ حیفہ میں دس عربوں کو عمر قید کی سزا دی گئی ہے۔ ان کے خلاف اس ہنگامہ میں حصہ لینے کا الزام تھا۔ جو حیفہ میں ہوا۔ اور جس میں متعدد یہودی مقتول ہوئے۔

لنڈن ۲۵؍ اکتوبر۔ سمتھ نامی ایک انگریز کے حق میں پیرس کی عدالت دیوانی نے اس کے ایک ہم وطن کے خلاف ہرجانہ کی ڈگری صادر کر دی۔ نالش کے دعوے یہ تھی۔ کہ مدعا علیہ ایک ضیافت میں شریک ہونے سے قاصر رہا۔ جس پر مدعی نے اسے مدعو کیا تھا۔ مدعی نے مطالبہ کیا۔ کہ دسترخوان کے اہتمام اور ماکولات کی فراہمی پر جو خرچ اٹھا ہے۔ اس کا معاوضہ دلایا جائے۔ عدالت نے فیصلہ کیا کہ جب کسی شخص کو تناول ماحضر کی دعوت دی جائے۔ تو تمدن کے ضابطہ کا تقاضا یہی ہے۔ کہ یا تو وہ اس دعوت کو مسترد کر دے اور یا اس میں شریک ہو۔ مدعا علیہ نے نہ تو دعوت نامہ مسترد کیا۔ اور نہ اس ضیافت میں شریک ہوا۔ لہذا وہ ہرجانہ ادا کرے۔

لنڈن ۲۵؍ اکتوبر۔ زمانہ جنگ کے شہری دعویداروں کی انجمن نے جو اڑسٹھ ہزار افراد پر مشتمل ہے۔ حکومت کے خلاف چار کروڑ چالیس لاکھ پونڈ کا دعوےٰ کیا ہے۔ بنائے دعوےٰ وہ نقصانات ہیں۔ جو جنگ فرنگ کے دوران میں ان لوگوں کو پہنچے۔ اس مقدمہ کی سماعت نومبر میں ہوگی۔ حکومت کے خلاف اس قدر ہرجانے کا دعوےٰ آج تک کبھی نہیں ہوا۔

لنڈن۔ ۲۵؍ اکتوبر۔ کل دوپہر کے بعد اور شام کے وقت برطانیہ کے کئی حصوں میں زبردست بارش ہوئی۔ اور تقریباً تمام ملک میں آندھی آئی۔

واشنگٹن ۲۵؍ اکتوبر۔ دو حبشیوں کو اس الزام میں گرفتار کیا گیا ہے۔ کہ انہوں نے عین اس وقت جبکہ صدر جمہوریہ امریکہ مسٹر ہوور کی اسپیشل ٹرین گذر رہی تھی۔ پٹری پر موٹر کار کھڑی کر دی۔ ملزموں کا بیان ہے۔ کہ ہم نے موٹر کار اس لئے کھڑی کی تھی۔ تاکہ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔ اور ہم ریلوے والوں سے ہرجانہ وصول کر سکیں۔

برسلز ۲۴۔ اکتوبر۔ بیان کے ایک طالب علم فرڈی ننڈ ڈی روزا نے اطالیہ کے ولیعہد شہزادہ عمبرٹو پر پستول سے گولی چلائی سماعت کنندہ مجسٹریٹ کے سوال کے جواب میں حملہ آور نے بیان کیا۔ کہ مجھے اپنے فعل پر افسوس نہیں۔ میں نے عہد کیا ہوا تھا کہ اطالیہ کے بادشاہ ولیعہد یا موسیو مسولینی میں سے کسی ایک کو قتل کر دوں گا۔ کیونکہ انہوں نے اطالیہ کے کانسٹی ٹیوشن سے غداری اور بے وفائی کی ہے۔

شملہ ۲۴؍ اکتوبر۔ مسٹر ہینڈرسن وزیر خارجہ برطانیہ نے افغانستان کے وزیر خارجہ کابل کو حسب ذیل برقی پیغام ارسال کیا ہے آپ کے ۱۴ و ۱۵ اکتوبر کے تار موصول ہوئے۔ آپ کا حسن اخلاق اور دوستی بے حد داد و تحسین کے قابل ہے۔ کہ آپ نے ایسے وقت میں کہ فضا ابھی کثیف ہو رہی ہے۔ یہ پیغامات ارسال کئے۔ مجھے پورا اعتماد ہے۔ کہ دونوں ملکوں کے درمیان قدیم دوستانہ تعلقات قائم ہو گئے۔